نمبر ۹۹ | مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۲ء یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۰ شوال ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۱۶ فروری دردِ شکم اور سر درد کی شکایت رہی۔

۱۵ فروری انجمن کشمیری قادیان کا ایک غیر معمولی اجلاس بصدارت مولوی جلال الدین صاحب شمس منعقد ہوا۔ جس میں مسلمانان کشمیر کی امداد کی تحریک کی گئی۔ اور حاضرین نے چندہ دیا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تازہ اجلاس بمقام لاہور کی روئداد

۱۳- فروری ۱۹۳۲ء "الفیض" ۶- لٹن روڈ میں ساڑھے چار بجے شام کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ اور مندرجہ ذیل ممبران کمیٹی نے شمولیت فرمائی۔ سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ لاہور۔ ملک برکت علی خان صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ لاہور۔ مسٹر محمد رفیق صاحب بیرسٹر ایٹ لاء لاہور۔ علم الدین صاحب سالک پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ مولانا سید محمد اسماعیل صاحب غزنوی۔ ڈاکٹر عبد الحق صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر ایڈیٹر "انقلاب"۔ مولانا عبد المجید صاحب سالک ایڈیٹر "انقلاب"۔ خواجہ جلال الدین صاحب شمس کاشمیری مولوی فاضل۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔ میاں فضل کریم صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی۔ اور محمد عبد الستار شاہ صاحب کلکتہ۔ مسٹر اے۔ آر ڈمنکار۔ مولانا محمد علی اللہ بخش صاحب اور مولانا محمد یوسف صاحب اصفہانی اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان صاحب ممبر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی آراء بذریعہ تار وصول ہوئیں:-

پہلے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے رپورٹ سنائی۔ اس کے بعد ایجنڈا کی تجاویز پیش ہوئیں۔ اور بعد بحث وتمحیص کے مندرجہ ذیل قرار دادیں باتفاق آراء پاس ہوئیں:

ا- سکرٹری صاحب نے جو رپورٹ پڑھی ہے۔ اس کے وہ حصص جو کشمیری مسلمانوں پر مظالم پر مشتمل ہیں۔ پریس میں دیئے جائیں۔ اور مقتولین و مجروحین کی تعداد واضح الفاظ میں لکھی جائے۔ اور اخبارات کو بھیجنے کے علاوہ بطور پمفلٹ بھی اسے شائع کیا جلے۔

۲- فیصلہ ہُوا - کہ کشمیر - میرپور - کوٹلی اور راجوری میں جو نئے آرڈیننس جاری ہوئے ہیں - اور جو مظالم مسلمانوں پر ہو رہے ہیں - ان کے متعلق مندرجہ ذیل کارروائی کی جائے:-

ا- حکومت ہند اور ریاست سے مڈلٹن کمیشن کی طرح ایک ایسے کمیشن کا مطالبہ کیا جائے - جو تمام حادثات کے اسباب معلوم کرے - اور مختلف جماعتوں یا حکام ریاست کی ذمہ داری کی تعیین کرے:

ب- کوٹلی - راجوری - پونچھ - کشمیر اور جمبر میں انگریزی علاقہ میں سے غیر جانبدار قابلِ اعتماد افسر مقرر کئے جائیں - جن کا یہ فرض ہو - کہ اس امر کی نگرانی رکھیں - کہ حکام بھی رعایا پر سختی نہیں کرتے:

ج- سر ہری کشن کول کو وزارت سے الگ کیا جائے - اور ان کی جگہ ایسا شخص مقرر کیا جائے - جس پر پبلک کو اعتماد ہو:

د- ورثاء مجروحین و مقتولین کو مناسب معاوضہ دیا جائے:

ہ- مسلمانوں کے خلاف جو مقدمات ہیں - ان کی پیروی کے لئے بیرونی وکیلوں کو اجازت دی جائے:

و- اگر پندرہ دن کے عرصہ میں گورنمنٹ کی طرف سے کمیشن کے تقرر کے متعلق کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جائے - تو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک خاص اجلاس کر کے ایک تحقیقاتی کمیشن اپنی طرف سے مقرر کیا جائے - جو ان تازہ حوادث کے متعلق تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ کمیٹی کے سامنے پیش کرے:

۳- کمیٹی نے فیصلہ کیا - کہ ہم ریاست جموں و کشمیر کے مسلمانوں کو مبارکباد دیتے ہیں - کہ انہوں نے باوجود بعض حکامِ ریاست اور ہندوؤں کے انتہائی ظلم اور اشتعال انگیزیوں کے امن کے طریق کو نہیں چھوڑا - اور امید کرتے ہیں - کہ وہ آئندہ بدستور پُرامن رہیں گے - اور تشدد سے ہر حالت میں اجتناب کریں گے - اور نہایت ہی صبر اور پُرامن طریق سے اپنے حقوق کے مطالبہ کو جاری رکھیں گے - اور اس مضمون کا ایک مسودہ برائے عام اشاعت باتفاق آراء پاس ہُوا:

۴- فیصلہ ہُوا - کہ اس نازک وقت میں کمیٹی کے فنڈز کا مضبوط ہونا ضروری ہے - پس مختلف لیڈروں کے دستخطوں سے چندہ کے لئے ایک پُرزور اپیل شائع کی جائے:

۵- آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی گزشتہ پالیسی یہ تھی - کہ "احرار" کا ذکر بالکل نہ آئے - لیکن چونکہ اس سے نقصان ہُوا ہے - اور میرپور اور جموں کی حالت محض اس پالیسی کی وجہ سے خراب ہوئی ہے - اس لئے آئندہ اس امر کی اجازت ہونی چاہیئے - کہ شرافت اور نرمی کے ساتھ کشمیر کمیٹی کے مقررین کو ان کی پالیسی کا مقابلہ کر کے واضح کرنے کی اجازت ہو - لیکن یہ فیصلہ ہُوا - کہ اس تجویز کو اگلے اجلاس میں پیش کیا جائے:

نئے ممبروں کے تقرر کے متعلق اطلاع ہوئی:

اس کارروائی پر اجلاس ختم ہُوا:

عبدالرحیم درد - سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی - قادیان

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام

ماریشس

جزیرہ ماریشس میں مکرمی حافظ جمال احمد صاحب اشاعت اسلام کے کام میں مصروف ہیں - اُن کا جو خط ۳۰ دسمبر ۱۹۳۱ء کا دارالسلام روز ہل سے لکھا ہُوا پہنچا - اُس کا خلاصہ یہ ہے:- کہ

حافظ صاحب کچھ عرصہ سے وجع المفاصل سے بیمار چلے آتے تھے - سر اور گردن کی ہڈی کے جوڑوں میں شدید درد تھا - اس دوران میں مولوی عبدالحلیم صاحب میرٹھی نے سخت مخالفت شروع کر دی اور شب برات کو سلسلہ احمدیہ کی سخت مخالفت کرنے کی تلقین کی - اس روز اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کو شفا بخش دی اور مقابلہ پر آپکو فتح ہوئی اور تعلیم یافتہ گروہ مولوی صاحب مذکور سے سخت بدظن ہو گیا - اور اب مولوی صاحب نے اپنے مریدوں کو احمدیوں سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا ہے:

۲۷ دسمبر کو پورٹ لوئیس میں ہاشم وارث علی صاحب احمدی کے مکان پر جلسہ ہُوا - اس موقعہ پر تین خواتین سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں:

جماعت احمدیہ ماریشس میں بھی اب تبلیغی جوش پیدا ہو گیا ہے - اور اب وہاں کے انصار اللہ سرگرمی سے تبلیغ کر رہے ہیں - مندرجہ ذیل انصار اللہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں:- احمد حسین سکھیہ صاحب - عبدالواحد صاحب داؤد - محمد عظیم صاحب - زین العابدین صاحب مولوی فاضل - اور ماسٹر نور یا اور ماز - واحد ابراہیم صاحب:

حیفا - فلسطین

مکرمی مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا جو خط ۲۵ جنوری کا حیفا سے لکھا ہُوا پہنچا - اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

اس ہفتہ میں احباب جماعت کے دو اجتماع ہوئے - اور ایک صاحب ۵۰ سال عمر کے سلیم قاسم الفرق سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے - یہ الشیخ صالح الکبابیری کے دوست ہیں - اور ان کی تبلیغ سے ہی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں:

پاڈانگ سماٹرا

مولوی محمد صادق صاحب مبلغ کا جو خط ۴ جنوری کا پاڈانگ سے لکھا ہُوا پہنچا - اس کا خلاصہ احباب کرام کی آگاہی کے لئے درج ذیل ہے:- مولوی ابوبکر صاحب - ایوب سماٹری مولوی فاضل جو قادیان سے گئے ہیں - ان کی سخت مخالفت ہو رہی ہے - اخباروں میں بھی سلسلہ احمدیہ کے خلاف کثرت سے مضمون نکل رہے ہیں - ایک عیسائی اخبار اپنی عادت دیرینہ کے مطابق اسلام کے خلاف مضمون شائع کرتا رہتا ہے - اخبار "اسلام" میں اس کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا جا رہا ہے - سلسلہ احمدیہ کا اخبار "اسلام" اس وقت ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہو رہا ہے

جماعت احمدیہ پاڈانگ نے ۲ ء ۶- روپیہ - اور جماعت احمدیہ فرڈیکو نے ۱۰- روپیہ قادیان روانہ کیا ہے - انشاء اللہ وعدوں کے مطابق مبلغ بارہ سو روپیہ کے قریب چندہ خاص قادیان بھیجا جائیگا جماعت سماٹرا کا اپنا مقامی خرچ ۱۵۰- روپیہ ماہوار کے قریب ہے:

اس جگہ بھی ماہ رمضان المبارک میں قادیان دارالامان کے طریق پر روزانہ ایک پارہ درس قرآن کریم دیا گیا:

میں پاڈانگ سے تکیفون میں جہاں عیسائیت کا بہت بڑا زور ہے - جا رہا ہوں - میرے بعد اس جگہ مولوی احمد نور الدین - مولوی زینی دہلان کام کریں گے - اور مولوی ابوبکر صاحب ایوب فرڈیکو میں خدماتِ اسلام سرانجام دیں گے:

مولوی صاحب کے دوسرے خط مورخہ ۱۲ جنوری سے معلوم ہوا ہے کہ وہ تکیفون پہنچ گئے ہیں - انہوں نے جاتے ہی وہاں کے علماء - اور افسروں سے ملاقات کی - وہاں صرف ۴ خاندان احمدی ہیں - ایک مکان ۱۵ ماہوار کرایہ پر لے لیا گیا ہے - جہاں ہفتہ میں چار بار صداقت اسلام پر لیکچر ہوا کریگا

امریکہ

صوفی مطیع الرحمن صاحب مبلغ اسلام کا جو خط اس ہفتہ آیا ہے - اس کا خلاصہ یہ ہے ان ایام میں کئی افراد اسلام میں داخل ہوئے - جن میں ایک عیسائی خاتون بھی ہے اس ہفتہ صوفی صاحب کثرت کام اور متواتر سفروں کے باعث بیمار ہو گئے اور خط لکھتے وقت صاحب فراش تھے - جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں

انگلستان

امام صاحب اور نائب امام صاحب مسجد لنڈن کا جو خط ۲۱ جنوری کا لکھا ہُوا پہنچا ہے - اس کا خلاصہ یہ ہے (۱) گزشتہ ہفتہ جمعہ کے دن خانصاحب ڈاکٹر محمد بشیر صاحب مسٹر بلال مسٹر شیلے مس حمیدہ معہ اپنی پھوپھی مسجد آئیں - اسی دن ایک عیسائی نوجوان آیا - خانصاحب نے اسلام کی تبلیغ کی - بائیبل کے حوالجات بھی دکھائے جس سے وہ بہت متاثر ہوا - پڑھنے کے لئے اس کو بعض کتب دی گئیں:

(۲) اتوار کے دن ۱۶ اکس کی حاضری تھی - روزہ افطار کرنے کے بعد خانصاحب نے قرآن مجید کا درس دیا - پھر نماز کی حقیقت اور قرآن مجید کے محفوظ و مکمل ہونے کے متعلق دو مضمون سنائے - آخر میں چند نومسلموں کی مثالیں پیش کر کے سب کو مخلص احمدی بننے کی طرف توجہ دلائی: (۳) نومسلم اصحاب روزے رکھتے ہیں - بعض نہایت التزام کے ساتھ اوقات کی پابندی کرتے ہیں (۴) امسال ڈاکٹر سلیمان صاحب تین دن مسلسل مسجد میں آئے - مولوی محمد یار صاحب ان کو نبوت کے متعلق روزانہ ایک گھنٹہ نوٹ لکھواتے رہے - مسٹر آرتھر شکبس ۱۹ جنوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۹	قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۳۲ء	جلد ۱۹

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ

مسلمانانِ جموں وکشمیر کی امداد کے لئے چندہ کی تحریک

(از جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے۔ ناظر اعلیٰ جماعت احمدیہ)

ایک پائی فی روپیہ چندہ کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سے پیوستہ جمعہ کے خطبہ میں تحریک فرمائی ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کی آزادی کے لئے اور اہلِ کشمیر کے لئے ابتدائی انسانی حقوق حاصل کرنے کی غرض سے جو تحریک جاری ہے۔ اس کے اخراجات کے لئے ماہوار آمد پر ایک پائی فی روپیہ کے حساب سے چندہ دیا جائے تاکہ اخراجات کا باقاعدہ انتظام ہو جانے کے بعد اس تحریک میں جو لوگ کام کر رہے ہیں۔ ان کے اخراجات کا ایک حد تک انتظام ہو سکے اور وہ اپنے کام میں عمدگی سے مشغول ہو سکیں:۔

خفیف مطالبہ

میں نے اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ دراصل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے اس عظیم الشان معاملہ کی انجام دہی کے لئے جو مطالبہ کیا گیا ہے۔ وہ بہت ہی خفیف ہے۔ ایک سو روپیہ کی آمد پر صرف آٹھ آنے چار پائی چندہ بنتا ہے۔ جو اس قدر قلیل رقم ہے۔ کہ اس کی ادائگی کے متعلق کسی قسم کا تامل ایک مومن کے لئے ناواجب ہے۔ میں نے اپنے دفتر میں تحریر دے دی ہے۔ کہ آئندہ میری تنخواہ میں سے ہر ماہ دو پائی فی روپیہ کے حساب سے کاٹ کر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے حساب میں جمع کرا دیا جایا کرے:۔

ہر احمدی لبیک کہے

جزرسی اور کفایت شعاری اچھی چیز ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی راہ میں جزرسی کا خیال ایک نہایت ہی مردہ اور نامناسب خیال ہے۔ وہ محسن اور بابرکات ذات جس کی عطا بغیر حساب ہے۔ اس کے ساتھ حساب وکتاب ایمان کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت احمدیہ اس عظیم الشان کام کے لئے اس تھوڑی سی قربانی کے مطالبہ کو اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان متصور کرتی ہوئی لبیک کہیگی۔ اور اگر ریاستِ جموں وکشمیر کے مسلمان بھائیوں کو انتہائی مصائب و آلام میں دیکھتے ہوئے ہندوستان کے دوسرے مسلمانوں کے خون سفید پڑ جائیں۔ اور ان کی دنیاوی اور محدود عقلیں اس اخوت اسلامی پر غالب آ جائیں۔ جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ تو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت اس بات کا تہیہ کرلے گی۔ کہ اس معاملہ کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی انتہائی کوشش اور سعی صرف کردے:۔

کامیابی کی اصل بنیاد

احمدی جماعت کو یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہماری کامیابی کی بنیاد کسی کام اور اس کے متعلق جو ظاہری کوشش کی جائے۔ اس کی نسبت پر نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کامیابی کی اصل بنیاد اللہ تعالےٰ کے فضل پر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل کو جذب کرنے والی بات ہماری ظاہری طاقت یا کوشش نہیں۔ بلکہ خلوص۔ نیک نیتی۔ اور قربانی کی روح ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی سچی خدمت کا جب صحیح جذبہ انسان میں انبیاء کی تعلیم کے ماتحت پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کے موافق روحانی جماعت کی نصرت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اور پھر دنیا میں کوئی طاقت ایسی جماعتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اینما تولوا فثم وجہ اللّٰہ جس طرف مسلمانوں کی جماعت توجہ کرے گی۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ بھی توجہ کرے گا:۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فیصلہ کر رکھا ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول ہمیشہ اپنے مخالفوں پر غالب رہیں گے۔ ان حالات میں اسلامی جماعت کے دل میں کبھی شکست کا خیال بھی نہیں آنا چاہیئے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ بعض وقتی تکالیف درپیش ہوں۔ لیکن یہ بھی دراصل مومنوں کے انعام میں زیادتی کے لئے پیدا کی جاتی ہیں۔ نہ اس لئے کہ ان کو کامیابی کے انعام سے محروم کیا جائے:۔

کئی دفعہ مجھے خیال آیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہندوستان کی گری ہوئی اقوام کو اٹھانے کی طرف توجہ فرمانی چاہیئے۔ میرا خیال تھا۔ کہ اس شق میں مسلمان کمتیوں کی طرف جو ہندوؤں اور سکھوں کے گاؤں میں رہتے ہیں۔ اور ادنےٰ اقوام کی طرف توجہ کی جائیگی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے منشاء میں ان باتوں سے زیادہ ضروری اور اعلےٰ کام آپ کے لئے مقدر تھا کیونکہ کشمیری مسلمانوں کی آزادی سے ایک ملک اور بتیس ۳۲ لاکھ کی قوم ایک ایسی قوم سے آزاد کرائی جائے گی جس کا ظلم اور تعلّی فرعون کے ظلم اور تعلّی سے کم نہیں ہے:۔

مسلمانانِ کشمیر کی حالتِ زار

برہمن۔ ہندو۔ راجپوت اور ڈوگرے اپنے آپ کو فرعون سے کم نہیں سمجھتے۔ اور یقینی طور پر ان کے دل کشمیری مسلمانوں کی حقارت سے اسی طرح بھرے ہوئے ہیں۔ جس طرح فرعون کی قوم بنی اسرائیل کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ انگریزی علاقہ میں ایک حصۂ قوم کی ترقی کا سوال ہے۔ لیکن کشمیر کی ساری قوم اور سارے ملک کا سوال ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کی حکمت نے اس عظیم الشان کام میں احمدیوں کو دوسرے بھائیوں کے ساتھ اس کے سرانجام دینے کا موقعہ دیا ہے:۔

ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید ہے۔ کہ ضرور اس مہم میں ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا۔ اور تمام وہ لوگ جو مالی یا جانی رنگ میں اس میں حصہ لیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے اجر کے مستحق ہونگے۔ وقت گزر جاتا ہے۔ عمریں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ایسے جہاد کے مواقع انسان کو باربار ہاتھ نہیں آتے۔ اس لئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اور مالی و جانی قربانی کے ذریعہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش

معاصر "مدینہ" اور مسئلہ ختم رسالت

۴ فروری کے "الفضل" میں ہم نے معاصر "مدینہ" بجنور کے اصل الفاظ اس امر کے ثبوت میں پیش کئے تھے۔ کہ

"جماعت احمدیہ ختم رسالت کا مسئلہ جس رنگ میں پیش کرتی ہے اس کی تردید کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اور اگر کوئی اس کے لئے تیار ہوتا ہے۔ تو وہ اپنے ہی ہم عقیدہ لوگوں کی نظر میں سخت ناکام ٹھیرتا ہے اور اس کی خامہ فرسائی پر شرم و ندامت محسوس کرتے ہیں"

اس کے ساتھ ہی اخبار "مدینہ" کو جماعت احمدیہ سے جو ضد اور تعصب ہے۔ اس کی طرف بھی ہم نے اپنے اسی نوٹ میں بایں الفاظ اشارہ کیا تھا۔ کہ:-

"مدینہ خود اسی صف میں داخل ہے۔ جو ہر ممکن طریق سے جماعت احمدیہ کے خلاف شرارت پھیلانے اور نیش زنی کرنے والوں نے قائم کر رکھی ہے"۔

پس جس اخبار کی یہ حالت ہو۔ اسے کیونکر گوارا ہو سکتا ہے۔ کہ دیدہ و دانستہ وہ کوئی ایسا فقرہ لکھ جائے۔ جس سے جماعت احمدیہ کی تائید کا پہلو نکلتا ہو۔ اس وجہ سے ہمارا استدلال جو "مدینہ" کے اپنے الفاظ سے کیا گیا تھا۔ اسے سخت ناگوار گزرا۔ اور جھلا کر حد درجہ کی بدزبانی اور دشنام دہی پر اتر آیا ہے:-

"مدینہ" کی درشت کلامی

چنانچہ اس نے اپنے ایک کالم کے نوٹ میں "الفضل" کے متعلق جو درافشانی کی ہے۔ اسکا نمونہ ذیل کے چند ناپاک الفاظ سے ظاہر ہے

"پوری بددیانتی اور کمال بے ایمانی۔ دجل و تلبیس تحریف و تبدیل بے ایمانی اور سینہ زوری۔ اخلاقی پستی اور دنائت طبع پست دیانتی سے ایمانی"

"مدینہ" کو اختیار ہے۔ کہ اپنی تہذیب و شرافت کا مظاہرہ کرنے کے لئے اور بھی جو کچھ اس کے مونہہ میں آئے۔ کہہ ڈالے لیکن خدائی تصرف کے ماتحت جو الفاظ وہ شائع کر چکا ہے۔ ان پر اب نہ تو اس کی بدزبانی اور بیہودہ سرائی سے پردہ پڑ سکتا ہے۔ اور نہ اس کی ژولیدہ بیانی ان کا مفہوم بدل سکتی ہے۔ بلکہ اس کی یہ حرکات ہمارے استدلال کو اور زیادہ قوی بنا رہی اور یہ ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ خدا تعالٰے ایسے تنگ دل۔ انتہے متعصب۔ اور اس قدر بدگو انسان کو بھی کسی وقت ایسے الفاظ لکھنے پر مجبور کر دیتا ہے جن سے اس کے قائم کردہ سلسلہ کی صداقت ثابت ہوتی ہے:-

"مدینہ" کی انصاف پسندی

"مدینہ" نے گالیوں اور بدزبانیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے۔ کہ "الفضل" نے "مدینہ کی تنقید" ساری کی ساری نقل نہیں کی۔ اور اس کی وجہ ہماری طرف یہ منسوب کی ہے۔ کہ "الفضل" پڑھنے والا ہر شخص مدینہ کے اصل الفاظ کا مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں پا سکتا۔ اس لئے مدینہ کے الفاظ کے غلط معنی ناظرین الفضل کے سامنے پیش کر کے ہم لوگوں کو اُلو بنانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں" حالانکہ ہم نے جو کچھ لکھا۔ "مدینہ کے اصل الفاظ" ہی پیش کر کے لکھا اور ان فقرات میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہ کی۔ اور یہی دیانتدارانہ اخبار نویسی کا تقاضا۔ اور ہر معقول پسند اخبار نویس کا طریق ہے کہ جس تحریر کے متعلق کچھ لکھا جائے۔ اس کے اقتباسات اصل الفاظ میں پیش کئے جائیں۔ لیکن معاصر "مدینہ" جو اصل الفاظ پیش کرنے کے باوجود الفضل کے خلاف اس قدر غیظ و غضب سے بھر گیا۔ اور شرمناک قسم کی بدزبانی پر اتر آیا۔ اسے الفضل کے نوٹ کے جواب میں خامہ فرسائی کرتے ہوئے اتنی بھی جرأت نہ ہوئی۔ کہ اصل فقرات پیش کرے۔ بلکہ اس نے جو کچھ الفضل کی طرف منسوب کیا۔ اسے اپنے الفاظ میں ہی پیش کیا۔ باوجود اس کے "مدینہ" دجل و تلبیس تحریف و تبدیل۔ دیدہ دلیری اور بے ایمانی۔ سینہ زوری اور اخلاقی پستی سے پاک و صاف لیکن "الفضل" "مدینہ" کے اپنے الفاظ پیش کرنے کی وجہ سے مجرم۔ بہر حال "مدینہ" کی انصاف پسندی اور معقولیت کا حال یہ ہے

"مدینہ" کی "عرض" اور ہماری گزارش

"مدینہ" نے "آخر میں صرف اتنا اور عرض" کیا ہے۔ کہ

"اگر الفضل میں اس کی پوری قادیانی جماعت میں دیانت و صداقت کا شمہ بھر بھی موجود ہے۔ تو وہ ہماری تنقید کو تمام تر الفضل میں شائع کر دے اور ثابت کرے۔ کہ اس میں مدینہ کے کسی لفظ سے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق احساس ندامت اور بے چارگی کا اظہار ہوتا ہے"

ہمیں یہ عرض بخوشی منظور ہے بشرطیکہ "مدینہ" ہماری بھی گزارش منظور کرے۔ کہ اس کی تنقید پر ہم نے جو نوٹ لکھا۔ وہ اور یہ سطور لفظ بلفظ درج کر دے۔ پس "مدینہ" کی یہ "عرض" فوراً منظور کی جا سکتی ہے۔ اگر وہ ہماری گزارش بھی جس کا اس کے مطالبہ پر ہمیں یقیناً حق حاصل ہے۔ قبول کرلے۔

"مدینہ" کے ارشاد کی تعمیل

البتہ اس ارشاد کی تعمیل ہم ابھی کئے دیتے ہیں۔ کہ "الفضل ثابت کرے۔ کہ "مدینہ" کے کسی لفظ سے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق احساس ندامت و بیچارگی کا اظہار ہوتا ہے" مدینہ اپنے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ کرے۔

"ہمیں افسوس ہے۔ کہ ایک معمولی استعداد کے آدمی نے اس نہایت اہم مسئلہ ختم رسالت پر بحث کر کے خلط مبحث کرنے کے سوا کوئی نتیجہ پیدا نہیں کیا"

کیا یہ "افسوس" احساس ندامت کا نتیجہ نہیں۔ پھر کیا یہ لکھ کر کہ جن کے القاب پوری دو صفوت میں آراستہ ہیں۔ اس مسئلہ پر بالکل بے نتیجہ۔ پریشان کن اور گنجلک بحث کی ہے۔ کاش وہ خامہ فرسائی کی تکلیف گوارا ہی نہ فرماتے۔ "ندامت کے ساتھ بے چارگی کا اظہار نہیں۔ "مدینہ" جو حال ہی میں ہمسوز معاصر "انقلاب" سے ژولیدگی نظر بے مانگی استدلال۔ ناہمواری عبارت پرپیچ بدذوقی استعمال الفاظ غیر مانوس اور قلمکاری کے تمام دوسرے مذموم و مکروہ پہلوؤں کے ساتھ خاص شوق و دلچسپی رکھنے کا سرٹیفیکیٹ حاصل کر چکا ہے۔ ممکن ہے اپنے ہی الفاظ کا وہ مفہوم نہ سمجھ سکے۔ جو ان سے ظاہر ہے۔ لیکن ہر عقل و سمجھ رکھنے والے شخص کو ماننا پڑے گا۔ کہ اس کے جو فقرات اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ ان سے مسئلہ ختم نبوت کے متعلق احساس ندامت و بے چارگی کا بخوبی اظہار ہو رہا ہے:-

"مدینہ" کو چیلنج

بالآخر ہم "مدینہ" سے گزارش کرتے ہیں۔ کہ اگر مسئلہ ختم نبوت کی بحث میں اسے اپنے "رئیس المتکلمین اور فخر مناظرین" کی خود تسلیم کردہ ناکامی پر ندامت کا جو احساس پیدا ہوا تھا۔ وہ اب مٹ چکا ہے۔ تو وہ خود سامنے آئے۔ اور اس مسئلہ پر شریفانہ اور مہذبانہ طریق سے بحث کرلے ہماری طرف سے اسے اجازت ہے۔ کہ جسے چاہے۔ اپنی امداد کے لئے بلالے اور جو دلائل اسے مل سکیں۔ انہیں پیش کرے۔ اس کا مضمون ہم لفظ بلفظ الفضل میں درج کر دیا کریں گے۔ وہ ہمارا مضمون اپنے صفحات میں بغیر کسی قسم کی تحریف کے شائع کر دیا کرے۔ جب "مدینہ" کا یہ دعوٰی ہے۔ کہ

"ہم نے بڑے بڑے قادیانی مناظر کو دیکھا ہے۔ کہ ختم نبوت کے معاملہ میں بغلیں جھانکنے کے سوا اور اسے کوئی چارہ کار نظر نہیں آیا"

تو کوئی وجہ نہیں۔ وہ ہمارے اس چیلنج کو منظور نہ کرے۔ اور ایک ایسا مسئلہ جو خود اس کے نزدیک بھی نہایت اہم ہے۔ اس کے حل کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔

ہندو دھرم میں ایک سے زیادہ شادیاں

اگرچہ نہ صرف ہندوؤں میں بلکہ آریوں میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو تعدد ازدواج کے عامل ہیں۔ اور آریہ اخبار نہ صرف ان کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے۔ بلکہ حسب ضرورت ان کی تعریف و توصیف بھی کرنے لگتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے وہ تعدد ازدواج کی وجہ سے اسلام پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے۔ آریہ اخبار پرکاش (۳۱ جنوری) نے اسی سلسلہ میں لکھا کہ

"تعلیم یافتہ مسلمان عجیب کشمکش میں ہیں۔ جب ضمیر کی آواز کو سنتے ہیں۔ تو کثرت ازدواج کے مسئلہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لیکن جب شریعت کا ڈر ضمیر پر پڑ جاتا ہے۔ تو کثرت ازدواج کے نام کا وظیفہ پڑھنے لگ جاتے ہیں"

لیکن اسی کے بھائی "ہند آریہ گزٹ" (۳۱ جنوری) میں "کتنی شادیاں" کے عنوان سے "شری یت ملک ہر ولی باہری ایم۔ اے" کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ہندو دھرم میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "دھرم شاستر ایک شادی کی اجازت مرد و زن دونوں کو دیتا ہے۔ جہاں ایک سے زیادہ شادیوں کی آگیا ہے وہاں بڑی کڑی پابندی ہے۔ صرف نرینہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسری شادی ہو سکتی ہے" قطع نظر اس سے کہ صرف نرینہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں دوسری شادی کی اجازت دینا کہاں تک معقولیت پر مبنی ہے۔ اور دوسرے کئی قسم کے حالات کو نظر انداز کر دینا کیونکر مناسب ہے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہندو دھرم میں

قرآن کریم کی دو آخری سورتوں کا درس

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۱۷ فروری رمضان المبارک کے درس القرآن کے خاتمہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آخری دو سورتوں کا درس دیتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرمائی ۔ (ایڈیٹر)

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ

درس قرآن کریم

جو ہماری جماعت کے تین احباب نے دس دس پاروں کا ایک دوسرے کے بعد رمضان میں دیا ہے۔ ختم ہوتا ہے۔ اور سابق دستور کے مطابق اس کا اختتام آخری دو سورتوں کے درس کے ساتھ میں کرنا چاہتا ہوں جن لوگوں کو گزشتہ درسوں میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ اور جنہوں نے قرآن کریم کے مضامین سے فائدہ اٹھایا جبکہ رات کو بھی انہیں تلاوت اور نماز کا موقعہ ملا۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خوش قسمت کیا۔ اور ان پر فضل کیا۔ اور اس پر وہ جتنا بھی شکر کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے اس

احسان کی قدر

کریں کم ہے ۔

میں پہلے اختصار کے ساتھ ان دو سورتوں کے متعلق بعض مضامین بیان کروں گا۔ اور اس کے بعد سب کے ساتھ مل کر دعا کروں گا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت

مستورات کی موجودگی

باعث تکلیف ہو رہی ہے۔ شاید یہ خیال کر لیا گیا ہے۔ کہ عید کی طرح اس درس میں بھی شامل ہونا ہر عورت کا فرض ہے۔ حالانکہ یہ حکم صرف عید کے متعلق ہے۔ کہ عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ لے آؤ۔ درس میں صرف انہی کو شامل ہونا چاہئیے۔ جو سننے کی اہمیت رکھتی ہوں۔ یہ

منتظمین کی غلطی

ہے۔ کہ انہوں نے بچوں والی عورتوں کو درس کے وقت مسجد میں۔ یا اس کے ارد گرد آنے دیا۔ آئندہ کے متعلق احتیاط کی جائے۔ کہ کسی ایسی عورت کو مسجد کے قریب نہ آنے دیا جائے۔ جس کے ساتھ بچے ہوں۔ ہاں جس وقت دعا شروع ہو۔ اس وقت وہ آسکتی ہیں۔ گھروں سے وہ بے شک پہلے آجائیں۔ لیکن کسی قریبی جگہ میں بیٹھی رہیں۔ اور درس کے خاتمہ پر اعلان کر دیا جائے۔ کہ عورتیں آکر دعا میں شریک ہو جائیں ۔

مجھے اس وقت

حافظ روشن علی صاحب مرحوم

کا جو اپنی زندگی میں رمضان میں درس دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت کرے۔ اور ان کی روح کو بلند درجات عطا فرمائے۔ ایک لطیفہ یاد آگیا وہ سناتے تھے۔ میں ایک دفعہ مفتی محمد صادق صاحب کے ساتھ ... اس کے علاقہ میں گیا۔ اس علاقہ کے لوگ ان دنوں چاولوں کو گوڈی وغیرہ دینے میں سخت مصروف تھے۔ وہ سارا دن اپنے کام میں مشغول رہتے۔ اور رات کو گھروں میں آتے۔ اس وجہ سے یہ تجویز ہوئی کہ رات کے وقت لیکچر دیا جائے۔ چنانچہ رات کے وقت لیکچر کا انتظام کیا گیا۔ نو بجے کے قریب وہ لوگ کام کاج سے واپس آئے پھر کھانا وغیرہ کھانے کے بعد لیکچر گاہ میں آنا شروع ہوئے اور گیارہ بجے کے قریب لیکچر شروع ہوا۔ مفتی صاحب صدر بنائے گئے۔ اور حافظ صاحب نے تقریر شروع کی۔ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے تھے۔ اور رات بھی زیادہ گزر چکی تھی۔ اس لئے دوران لیکچر میں سب لوگ سو گئے۔ مفتی صاحب تو میز پر سر رکھ کر سو گئے۔ اور باقی لوگ دیواروں وغیرہ کے سہارے خراٹے بھرنے لگے۔ حافظ صاحب کہتے۔ باوجود اس کے میں بھی لیکچر دیتا گیا۔ اور دل میں خیال کر لیا۔ کہ لوگ نہیں سنتے تو میں دیواروں اور چھت کو ہی پیغام حق پہنچاتا ہوں۔ آخر جب میں نے تقریر ختم کی۔ تو زور سے کہا اب جاگ اٹھو۔ میں نے تقریر ختم کر دی ہے۔ سو اسی طرح یہاں بھی کیا جا سکتا ہے۔ کہ درس ختم ہو جانے پر آواز دے دی جائے۔ درس ختم ہو چکا ہے۔ اب عورتیں آجائیں۔ اور دعا میں شامل ہو جائیں ۔

آج

جامعہ احمدیہ

کے ایک طالب علم نے مجھے ایک رقعہ لکھا۔ جو اس کی حیثیت کے لحاظ سے قابل افسوس ہے۔ اگرچہ وہ اخلاص پر مبنی ہے۔ مگر اخلاص میں جامعہ کے ایک طالب علم کو ایسی بے وقوفی نہ کرنی چاہئیے تھی۔ اس نے لکھا۔ آپ ہر سال آخری دو سورتوں کا درس دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق تمام عقدے حل ہو گئے ہیں۔ اب کی دفعہ سورہ فاتحہ کی تفسیر بیان کریں۔ لیکن اس طالب علم کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ کسی

لومڑی کے ہاں بچہ

پیدا ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے تھوڑی ہی دیر بعد زور کی ہوا چلی۔ اور کچھ ترشح بھی ہوا۔ اس پر وہ اپنی ماں سے کہنے لگا۔ ماں میں جب سے پیدا ہوا ہوں ایسی سخت آندھی اور برسات کبھی نہیں ہوئی۔ ماں نے کہا۔ تجھے پیدا ہوئے ہی کتنی دیر ہوئی ہے۔ کہ بارش اور آندھی کے دیکھنے کا موقعہ ملتا۔ یہ حالت اس طالب علم کی ہے۔ ہمیں تو باوجود اس کے کہ عمر کا تینتالیسواں سال جا رہا ہے۔ اور جب سے ہوش سنبھالی قرآن شریف پڑھتے آئے ہیں۔ آج تک کسی سورت کے تمام عقدے حل ہوئے معلوم نہیں۔ ہمارے اس بچہ کے جو لومڑی کے بچے کی طرح خیال کر رہا ہے اتنی جلدی کس طرح تمام عقدے حل ہو گئے۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ جس دن کوئی شخص یہ خیال کرے۔ کہ قرآن کریم کی کسی آیت کے تمام عقدے حل ہو گئے ہیں۔ وہ اس کے

تنزل کا دن

ہو گا۔ جس دن مسلمانوں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ امام فخر الدین رازی یا ابن جریر وغیرہ ائمہ نے قرآن کریم کی جو تفاسیر لکھدی ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ وہی ان کی تباہی کا دن تھا۔ قرآن کریم کی تفسیر تو انبیاء بھی مکمل نہیں کر سکتے کیونکہ وہ بھی آخر انسان ہوتے ہیں۔ اور قرآن

خدا تعالیٰ کا کلام

ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس وقت تک جو شبہات یا اعتراضات کئے جاتے تھے۔ وہ حل ہو گئے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ کل نئے شبہات یا نئے اعتراضات نہ پیدا ہوں گے۔ اور

نئی معرفت کی ضرورت

پیش نہ آئے گی۔ جس طرح انسان کو روزانہ غذا کی ضرورت ہے۔ اور جو شخص کہے۔ کہ میں نے ساری اغذیہ ایک ہی دن کھالی ہیں۔ اب کسی کی ضرورت نہیں۔ وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح روحانی غذا کی ضرورت ہے۔ جو اس سے اپنے آپ کو مستغنی بتائے۔ اس کی روحانیت زندہ نہیں رہ سکتی انسان کو ہر روز نئے نئے علوم کی ضرورت ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی وقت دماغ انسانی مزید علوم کی احتیاج سے مستغنی ہو۔ تو بھی روح اپنے آپ کو ایسا نہیں سمجھ سکتی۔ میں نے جب سے رقعہ پڑھا ہے مجھے اس بچہ کی

عقل پر افسوس

آ رہا ہے۔ اور میں ڈرا۔ کہ کہیں ہمارے نوجوانوں میں ابھی سے ہی ایسے خیالات نہ پیدا ہو جائیں۔ اور موسم بہار ہی میں ان پر خزاں نہ آجائے۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سورتوں کے متعلق

نئے مضامین

سمجھائے۔ اور ان کا سلسلہ اتنا وسیع ہو گیا۔ کہ ایک معنوں میں تو میری نماز عصر خواب ہو گئی۔ اور دوسرے معنوں میں بن گئی۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ اور میرے دماغ میں متواتر مضامین آ رہے تھے۔ اور صرف ایک سورۃ یعنی صرف سورہ فلق ہی کے مضامین یکے بعد دیگرے اس قدر آنے شروع ہوئے۔ کہ جب میں نے ان کو ایک ترتیب میں لانا چاہا۔ تو ان کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ اور میں ان کی ترتیب سے بھی عاجز آگیا۔ میں نے سوچا۔ مجھے ملک کو شش

میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ یہ

خدا تعالےٰ کی دین

ہے۔ اس کا احاطہ ممکن نہیں میرے ذہن میں درس دیتے وقت جو بات آجائے گی۔ اسے بیان کر دوں گا۔ اس لئے میں نے اس کوشش کو چھوڑ دیا اور اس وقت صرف ایک بات بیان کرتا ہوں:

قرآن کریم دنیا میں

انسان کے لئے نور

لایا ہے۔ اس سے پہلے تاریکی اور ظلمت تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی قرآن میں سورج کہا گیا ہے۔ اور خود قرآن کریم کے لئے بھی ایسے الفاظ موجود ہیں۔ اور مختلف مقامات پر اسے نور قرار دیا گیا ہے بعض لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں۔ کہ

قرآن کریم کے اختتام پر اعوذ

کے کیا معنی۔ یہ تو پہلے چاہیئے تھا۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ جب سورج چڑھتا ہے تو صبح ہو جاتی ہے جب خدا تعالیٰ نے قرآن کریم نازل کیا۔ تو ایک طرف اس کے مخاطب مومن تھے۔ اور دوسری طرف کافر۔ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ کافر کہتے ہیں کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سورج ہے۔ تو اس کی روشنی ہونی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اب اس الہام کے آنے سے دنیا میں دن چڑھ جائے گا۔

روحانی اور جسمانی علوم

بھی جو پہلے پوشیدہ تھے ظاہر ہو جائیں گے عیب اور خرابیاں جو تاریکی کی وجہ سے ان میں تھیں۔ اب اس روشنی کے ذریعہ نظر آنے لگینگی۔ اور

دنیوی ترقیات

جن سے لوگ پہلے محروم تھے۔ اب دنیا کو حاصل ہو جائیں گی جب سورج طلوع ہوتا ہے۔ تو لوگوں میں بیداری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے لوگ کام کاج میں لگ جاتے ہیں۔ اور ترقی میں مصروف ہو جاتے ہیں پھر جن چیزوں کے

عیوب و نقائص اور خوبصورتی

نظر نہ آتی تھی۔ وہ نظر آنے لگتی ہے۔ رات کی تاریکی میں بدصورت سے بدصورت اور خوبصورت سے خوبصورت برابر ہوتے ہیں۔ اور ان میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اندھیرے میں سرخ، سفید، سیاہ۔ زرد نیلا اور لسواری سب رنگ یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن جس وقت سورج چڑھتا ہے۔ تو ان میں خود بخود امتیاز پیدا ہو جاتا ہے۔ بدصورت کی بدصورتی اور خوبصورت کی خوبصورتی نظر آنے لگتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل اعوذ برب الفلق جب ہم نے قرآن کریم کے مضامین بیان کر دیئے اور قرآن کو مکمل کر دیا۔ تو اب

تکمیل کے لئے دو باتیں

رہ جاتی ہیں۔ اس تکمیل کے ساتھ دنیا میں روحانی سورج چڑھ جائے گا۔ اس سے عقل میں جو تیزی پیدا ہوگی۔ اس کے ذریعہ اشیاء کا حسن و قبح معلوم ہوگا۔ پھر اس سے فائدہ اٹھانے والوں کے لئے

ترقیات کے دروازے

کھل جائیں گے۔ حکومت شان و شوکت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت غرض ہر قسم کی ترقی انہیں حاصل ہوگی۔ لیکن یاد رکھو۔ جس طرح روشنی اپنے ساتھ برکتیں لاتی ہے۔ اسی طرح بلائیں بھی لاتی ہے۔ روشنی میں

مختلف قسم کی خوبصورتیاں

سامنے آکر انسان کو لالچ دیتی ہیں۔ اور اصل راستہ سے بھٹکانا چاہتی ہیں اس طرح روشنی صرف نیکی کا ہی نہیں بدی کا بھی موجب ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا دیکھو۔ جب سورج چڑھیگا۔ تو کئی قسم کے عیوب پیدا ہونے کا بھی امکان ہوگا۔ دنیوی ترقیات آرام و آسائش اور عیش و عشرت کے ولولے قلوب میں پیدا کر دیتی ہیں۔ اور

دولت سے ناجائز فوائد

حاصل کرنے کی خواہش انسان کے دل میں رونما ہو جاتی ہیں۔ پھر روحانی علوم حاصل ہونے اور دنیا کی ان سے محرومی خود پسندی کا موجب بن سکتی ہے۔ اس طرح

روحانی و جسمانی خطرات

کا احتمال ہے۔ روحانی علوم کی ترقی خود پسندی کی طرف لے جا سکتی ہے اور جسمانی ترقیات عیش و عشرت کی طرف۔ اس لئے ہم کہتے ہیں۔ قل اعوذ برب الفلق۔ یعنی صبح ضرور ہوگی۔ اور مسلمانوں کو

ذہنی و روحانی ترقیات

حاصل ہوں گی سورج ضرور چڑھیگا مگر خطرہ ہے کہ ترقیات کے بعد بد نتائج نہ پیدا ہوں۔ گویا وہ وقت جاتا رہا۔ جب یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ مسلمان کس طرح ترقی کریں گے۔ اب تو یہ خدشہ ہے۔ کہ کہیں ان ترقیات کی وجہ سے وہ ابتلاؤں میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ پس فرمایا۔ یہ فکر اب جانے دو کہ مسلمان اب ترقی کیونکر کریں گے۔ بلکہ یہ فکر کرو۔ کہ

ترقی کرنے کے بعد گمراہی

میں نہ پڑ جائیں۔ سورج کے طلوع کے بعد جو نئے ابتلا آتے ہیں۔ اب ان کا خطرہ ہے۔ اس سے آگے فرمایا۔ من شر ما خلق۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ

مسلمانوں کو ہر چیز ملے گی

کیونکہ انہیں ہر چیز کے شر سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور ہر چیز کے شر سے بچنے کی ضرورت اسے ہی ہو سکتی ہے جسے ہر چیز حاصل بھی ہو جو شخص گوشت کا استعمال ہی نہیں کرتا۔ اس کی مضرتوں سے بچنے کے لئے اسے مصلح اشیاء کے استعمال کی ضرورت نہیں پس جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہدے۔ میں پناہ مانگتا ہوں۔ رب الفلق کی۔ یعنی جو سورج چڑھانیوالا اور صبح لانے والا ہے۔ من شر ما خلق جو کچھ اس نے پیدا کیا۔ اس کی شرارت سے تو اس میں بتایا۔ کہ مسلمانوں کو ہر چیز ملے گی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جسقدر نعمتیں پیدا کی ہیں۔ ان سب سے مسلمان حصہ پائیں گے۔ چنانچہ

مسلمانوں کے سوا

کوئی قوم ایسی نہیں۔ جس کو ما خلق نصیب ہوا ہو۔ ہندوؤں کی حکومت اگر کبھی ہوئی۔ تو صرف ہندوستان میں ہی۔ ایران، روم۔ شام اور یورپین ممالک کی نعمتیں انہیں نصیب نہ ہوئیں۔ اس لئے ان کی مضرتیں بھی ان کو نہ پہنچیں۔ لیکن مسلمانوں نے

سارے براعظموں پر حکومت

کی ہے۔ اور اب امریکہ میں ایسے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان وہاں بھی پہنچے تھے۔ اور انہوں نے وہاں مسجدیں تعمیر کیں۔ غرض دنیا کا کوئی براعظم ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ پہنچے ہوں۔ اور وہاں کی نعمتوں سے انہوں نے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ پس من شر ما خلق سے ظاہر ہے۔ کہ دنیا کی کوئی ترقی ایسی نہیں ہوگی۔ جو ان کو حاصل نہ ہوگی۔ ان کی

ترقیات نہایت وسیع

ہوں گی۔ مگر ان کی مضرتوں سے بھی ان کو دوچار ہونا پڑے گا۔ ان ترقیات کے بد نتائج بھی نکلیں گے۔ اس لئے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو آج ہی پناہ مانگ کہ جب مسلمانوں کو ہر قسم کی کامیابیاں نصیب ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے

بد نتائج سے محفوظ

رکھے۔ پھر من شر غاسق اذا وقب میں یہ پیشگوئی ہے۔ کہ ایک وقت ضرور ایسا آئیگا جب نور قرآن مٹ جائے گا۔ اب اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب مسلمانوں پر ظلمت اور تاریکی آنی تھی۔ تو پھر دعاؤں کی کیا ضرورت تھی۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ دعاؤں سے اگرچہ ساری قوم فائدہ نہیں اٹھائیگی۔ لیکن جو بھی چاہے اٹھائے۔ اور تباہی سے بچ جائے۔ اب اگر اس طرح ایک بھی بچ جائے۔ تو گویا

بیج محفوظ

ہو گیا۔ چنگاری باقی رہ گئی۔ جس سے دوبارہ آگ روشن کی جا سکتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعائیں کرائیں کہ ان ترقیات کے زمانہ میں بھی جو حصہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناسبت رکھتا ہو۔ وہ ان

دعاؤں کے طفیل

بچ جائے۔ اور آپ سارے زمانوں کے لئے شفیع ہو سکیں۔ چونکہ اس شر سے ساری امت کا تعلق ہے۔ اس لئے پہلی صدی میں بھی جن لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ وہ گویا

آپکی شفاعت سے نجات

پا گئے۔ اور اس طرح آپ ان کے لئے بھی شفیع ہوئے۔ اسی طرح دوسری تیسری یا بعد کی صدیوں میں جو لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مناسبت کی وجہ سے اس دعا کے باعث روحانی شر سے بچ گئے۔ وہ آپ کی

شفاعت کے مستحق

ہو گئے۔ اور اس طرح ہر دور میں ایسے لاکھوں انسان جن کی دعائیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں سے مل گئیں۔ وہ بچ گئے مگر باوجود اس کے شرارت ترقی کرتی گئی۔ اور وہ

تاریکی کا زمانہ

آگیا۔ جس نے محمدی نور کو ڈھانپ لیا۔ اور اسلام سے مسلمانوں کا تعلق بالکل قطع ہو گیا۔ جب تک ایسا نہ ہوا تھا۔ باوجود شرارت کے نصرت الٰہی مسلمانوں کے شامل حال تھی۔ اور بدیوں کے باوجود وہ غالب تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ نور قرآن اٹھ جائے گا۔ بلکہ یہاں تک فرمایا تھا۔ کہ

ایمان ثریا سے معلق

ہوگا۔ اس وقت رجل فارس اسے واپس لائے گا۔ اور ومن شر غاسق اذا وقب میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ نور قرآن جسے قمر منیر بھی کہا گیا ہے۔ چھپ جائے گا۔ اور ایسے سامان پیدا ہو جائیں گے کہ

مسلمانوں کا تنزل

شروع ہو جائے گا۔ اور وہ تباہی کی طرف جانے لگیں گے۔ اور یہ دو طریق سے ہوگا۔ یعنی ایک تو اندرونی اور دوسرا بیرونی۔ جیسا کہ فرمایا۔ ومن شر النفّٰثٰت فی العقد۔ اندرونی ذریعہ تو یہ ہوگا۔ کہ ان کی

خلافت سے وابستگی

مٹ جائے گی۔ ان کے اندر لامرکزیت پیدا ہو جائے گی۔ راعی اور رعایا کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔ چنانچہ نفثٰت فی العقد کے معنی ہیں۔ تعلقات بیعت یا حکومت کا انقطاع اقرب الموارد میں العقد کے معنی الولایۃ علی البلد یعنی حکومت یا گورنری کے لکھے ہیں اور البیعۃ للولاۃ یعنی حکام کی بیعت کے بھی ہیں نفث فی العقد ایک محاورہ ہے۔ بعض توہمات کی بناء پر عرب میں یہ محاورہ تعلقات قطع کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ قرآن کریم میں بھی یہ استعمال ہوا ہے۔ اہل عرب میں قاعدہ تھا۔ کہ

انقطاع تعلقات

کے وقت گرہیں کھول کھول کر پھونک مارتے ہے۔ آج کل بھی جادو منتر کرنے والے لوگ جدائی ڈلوانے کے لئے اس طرح کرتے ہیں۔ عربی میں کہتے ہیں۔ فلان ینفث فی العقد۔ یعنے وہ تعلقات محبت منقطع کراتا ہے۔ تو

مسلمانوں کی تباہی و تنزل

کا ایک سبب تو یہ بتایا۔ کہ ان میں لڑائیاں اور جھگڑے شروع ہو جائیں گے تعلقات بیعت و حکومت ٹوٹ کر

لامرکزیت

پیدا ہو جائے گی۔ اور دوسرا سبب یہ ہوگا۔ کہ من شر حاسد اذا حسد۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ من شر حسد بلکہ حاسد اذا حسد فرمایا۔ گویا یہ بتایا۔ کہ وہ بیرونی دشمن موجود تو اس وقت بھی ہے۔ مگر یہ اس کی

دشمنی کے ظہور کا موقعہ

نہیں۔ جب مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہوگا۔ ان کا مرکز ٹوٹ جائے گا۔ اس وقت حاسد کے حسد کا ظہور ہوگا۔ اور وہ مسلمانوں پر مستولی ہو جائے گا۔ یہ گویا

مسلمانوں کی تباہی کا نقشہ

ہے۔ جو اس سورت میں بیان کیا گیا ہے۔

دوسری سورت میں تفصیل ہے اس امر کی کہ حسد کس طرح ظہور پذیر ہوگا۔ فرمایا۔ قل اعوذ برب الناس میں رب الناس کی پناہ مانگتا ہوں پہلے یہ حاسد مسلمانوں کی اقتصادیات کو تباہ اور تجارت کو برباد کر کے نقصان پہنچائے گا۔ وہ پہلے فوجوں سے حملہ نہیں کریگا۔ بلکہ پہلا کام اس کا یہ ہوگا۔ کہ تجارتی سامان لے کر اسلامی ممالک میں جائے گا۔ وہاں بنک وغیرہ کھولے گا۔ اور اقتصادیات پر قابض ہو جائیگا اور دیکھ لو

یورپین اقوام

ابتدا میں ہر جگہ اسی طرح پہنچی ہیں۔ پہلے تجارت کے سامان لیکر گئے۔ اور آہستہ آہستہ اقتصادیات پر قبضہ کر لیا۔ سود پر روپیہ دیا اور اس طرح اسلامی حکومتوں کو کمزور کرتے رہے۔ گویا اسلام نے جو

ربوبیت کا نظام

قائم کیا ہے۔ اسے توڑ دیا۔ پھر فرمایا۔ ملک الناس ربوبیت کے قبضہ کے بعد ملکیت شروع ہوتی ہے۔ یورپین لوگ پہلے تجارت کے ذریعہ ملک میں داخل ہوتے ہیں۔ اور پھر حکومتیں قائم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو۔ مصر افریقہ۔ ہندوستان وغیرہ سب اسلامی سلطنتوں کو انہوں نے اسی طرح قبضہ میں کیا ہے۔ افریقہ میں پہلے پہل یہ لوگ

کانچ کی چوڑیاں

لے کر گئے۔ اور چونکہ یہ چمکدار چیز تھی۔ وہاں کے جاہل لوگ اسے قیمتی چیز سمجھ کر سونا اور ہیروں کے بدلے لیتے تھے۔ اور آخر کار یہ لوگ وہاں قابض ہو گئے۔ اسی طرح ایران۔ عرب۔ ٹرکی وغیرہ مقامات پر بھی تجارتی کوٹھیاں قائم کر کے اپنا اثر و نفوذ قائم کیا۔ اور پھر دوسرا قدم یہ تھا۔ کہ اپنی بادشاہتیں قائم کر لیں۔ اور اس طرح اسلام کے سیاسی تمدن پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا۔ الٰہ الناس بادشاہتیں قائم کرنے کے بعد پھر

مذہب میں دخل اندازی

شروع کریں گے۔ اور نیا فلسفہ اور نئی تعلیم پیش کر کے مذہب کو برباد کرنے کی کوشش کریں گے۔ کالجوں وغیرہ میں

تعلیم کے ذریعہ

مسلمانوں کے مذہبی عقائد کو برباد کریں گے۔ اور یہ سب کچھ دھوکہ اور

مکاری کے ذریعہ

ہوگا۔ چنانچہ فرمایا۔ من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس۔ یہ سب کچھ فتنہ ڈالنے والی ہستی کی شرارت سے ہوگا۔ جو پیچھے رہ کر کام کرے گی۔ وہ حکومت کریں گے تو لوگوں پر ظاہر یہ کریں گے۔ کہ ہم تو تمہارے ہی فائدہ کے لئے کرتے ہیں۔ چونکہ تم ملک کا انتظام نہیں کر سکتے۔ اس لئے تمہارے فائدہ کی خاطر ہی ہم نے یہ بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔

غرض ہمیشہ ان کا حملہ

خناس کے طور پر

ہوگا۔ ذرا سی آگ لگائی اور پیچھے ہٹ گئے۔ دبدبہ کا اظہار نہیں کرینگے۔ پھر فرمایا۔ من الجنۃ والناس۔ جن حکام اور بڑے لوگوں کو بھی کہا جاتا ہے۔ جن کی ڈیوڑھیوں پر پہرہ دار ہوتے ہیں۔ اور عوام ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ بڑے لوگوں کو بھی تباہ کر دیں گے۔ اور چھوٹوں کو بھی۔ یہاں تک کہ

اسلام کا سارا تمدن

تباہ کر دیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب یہ سب کچھ ہو گیا۔ تو پھر اعوذ کس کام آیا۔ ساری تباہیاں تو آگئیں۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ اعوذ کے بعد قرآن ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ہمیں یہ حکم ہے۔ کہ جب آخر تک پہنچو۔ تو پھر

دوبارہ شروع

کر دو اور قرآن شروع الحمد للّٰہ رب العالمین سے ہوتا ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے۔ کہ

ہر ترقی کے بعد زوال

ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہر رات کے بعد دن نکلے اور اس لئے

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعوذ کے بعد

دوبارہ سورج چڑھتا ہے۔ پہلے انبیاء کا سورج جب غروب ہوا۔ تو پھر نئی امت قائم کی گئی۔ مگر قرآن کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ

اعوذ کے طفیل

دوبارہ پھر وہی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پر چلنے والا پھر ترقی کرے گا۔ پھر یہ تمام دور اس پر گزریں گے۔ اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعوذ آڑے آئے گا۔ اور پھر فلق محمدی شروع ہوگا۔ یہ دو اعوذ جو قرآن کریم کے آخر میں رکھے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے۔ کہ

سلسلہ محمدی ختم نہ ہوگا

یہ حکمت تھی۔ آخر میں اعوذ رکھنے کی۔ باقی کتابوں کے شروع میں اعوذ تھا۔ اس لئے وہ ختم ہو گئیں۔ مگر قرآن کریم کے شروع میں بھی تھا۔ اور آخر میں بھی۔ شروع میں گو لکھا نہیں مگر دوسری جگہ

مستقل حکم

ہے۔ کہ اذا قرأت القرآن فاستعذ باللّٰہ۔ اور آخر میں رکھنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ بلکہ برابر چلتا رہیگا۔

مہاراجہ بہادر والئے جموں وکشمیر کی خدمت میں التماس

قلیل تنخواہ کے ملازمین کی تنخواہوں میں کمی نہ کی جائے

جناب والا

میں بحیثیت رعایا سرکار نہایت مخلصانہ طور پر حضور کی خدمت میں ذیل کی گذارش کرتا ہوں۔ اس توقع کے ساتھ جو ایک فرمانبردار رعایا کو اپنے حکمران سے وابستہ کرتی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ حضور میری گذارش پر غور فرمائیں گے۔

بے چینی پیدا کرنے کا نیا باب

بعض ارکان حکومت کی فروگذاشت کے سبب ریاست میں بے چینی موجود ہے۔ اور ایسے وقت میں جب کہ موجودہ بے چینی کو رفع کرنے کے اسباب پر غور کرنا چاہئیے ایک نیا باب بے چینی پیدا کرنے کا کھول دیا گیا ہے یعنی ان کم تنخواہ کے کلرکوں کی تنخواہوں میں جنہیں سال گذشتہ سمت ۸۷ء کی تخفیف و تجدید درجات کے باعث بعض صورتوں میں ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ جن کی ترقیات بند کردی گئی ہیں جن کا سفر خرچ کم کر دیا گیا ہے۔ جنہیں رعایتی رخصت کے الاؤنس سے محروم کر دیا گیا ہے۔ انہیں اب اس تجویز کے ماتحت کہ ۲۷ روپے ماہوار تنخواہ پانے والے کلرک سے لے کر پانچ ہزار تنخواہ پانے والے افسروں تک دس فی صدی کی یکساں شرح سے تخفیف کر کے نہایت ہی مضطرب الحال بنا دیا گیا ہے۔ یہ طریق بظاہر تو منصفانہ نظر آتا ہے مگر ذرا نظر عمیق سے ملاحظہ فرمائیں تو اس کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

عجیب تدبیر

اس کٹوتی کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ خزانہ عامرہ میں روپیہ کی قلت ہے لیکن یہ عجیب تدبیر خزانہ عامرہ کو معمور کرنے کے لئے نکالی گئی ہے کہ ۲۷ روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے کنبہ دار کلرک کے بال بچوں کے منہ سے سوکھی روٹی کا ٹکڑہ چھین کر آٹھ آٹھ سو روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے فارغ البال ملازمین کو بلا استحقاق اور بدوں مانگے یک لخت دو دو سو روپیہ کی غیر معمولی ترقیات دی جاتی ہیں۔ اور اتنا نہیں خیال کیا جاتا کہ ۲۷ روپیہ تنخواہ پانے والے کلرک کے گھر کے اگر پانچ ممبر ہوں۔ تو ہر فرد کو پونے تین آنے یومیہ میں گذارہ کرنا ہوتا ہے۔ جس میں خوراک رہائش ڈاکٹر کپڑے۔ مہمان نوازی آمد و رفت شادی غمی وغیرہ سب اخراجات شامل ہیں مگر دوسری طرف دو ہزار پانچ سو روپیہ تنخواہ پانے والے منسٹر کے خاندان کے اتنے ہی افراد تصور کر لئے جائیں۔ تو انہیں فی ممبر سولہ روپیہ پندرہ آنہ روزانہ اخراجات کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ دراصل وزراء کی تنخواہ جو ۱۲۰۰/- سے ۲۵۰۰/- روپیہ کر دی گئی ہے ایسے ہی اور بہت سے زائد افسران جن کی حقیقت میں کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ خزانہ ریاست کو خالی کرنے کا موجب ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

کیا ریاست نے کسی پہلو سے ترقی کی

یہاں بالطبع یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ شاید منسٹران کی تنخواہ بارہ سو سے اڑھائی ہزار کر دینے اور جدید اسامیاں مثلاً کنٹرولر وغیرہ مقرر کرنے سے نظام حکومت میں درستی ہو کر ریاست کے مختلف شعبہ جات میں کچھ ترقی ہوئی ہوگی۔ لیکن واقعات اس خیالی ترقی اور درستی نظام ریاست کا جواب نفی میں دیتے ہیں آج سے چالیس قبل جبکہ ریاست کی مشینری اندرون ملک کی تھی اور آج کل کی نسبت بہت کم تعلیم تھی اس وقت بنات اور ریشم کے کارخانے جاری ہوئے تھے اور پچاس روپے تنخواہ پانے والے ملازم عجائب گھر جیسی بے نظیر بلڈنگ بنا سکے۔ مگر اب جبکہ ریاست میں علم کا چرچا پہلے سے زیادہ ہے۔ اور ہر محکمہ کے افسر کافی تنخواہ پاتے ہیں۔ کاغذ کا ایک ٹکڑا بھی نہیں بن سکتا۔ حالانکہ اس سے قبل ریاست کے تمام محکمہ جات میں خود ریاست کا ساختہ کاغذ استعمال ہوتا تھا مگر اب ہزارہا روپیہ کا کاغذ باہر سے آتا ہے۔ باقی رہا ایگزیکٹو افسران کا حسن انتظام وہ ظاہر ہی ہے کہ ریاست میں اس سے قبل جبکہ ہزارہا تنخواہ پانیوالے افسر موجود نہ تھے امن و چین تھا۔ ریاست کا خزانہ بھی معمور تھا۔ مگر اب جو حالت ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

ریاست کے بڑھے ہوئے اخراجات

مجھے یہ عرض کرنے میں کچھ تامل نہیں ہے کہ ہماری ریاست کے اخراجات وزارت وافسران بالا ہمسایہ سلطنتوں مثلاً پنجاب اور افغانستان کی آزاد ریاست کی نسبت بھی بہت زیادہ ہیں ہماری ریاست کی آمدنی صوبہ پنجاب اور حکومت افغانستان سے کم ہے۔ مگر وزارت صوبہ پنجاب اور افغانستان کی وزارتوں سے بہت زیادہ تنخواہ لیتی ہے اور کلرکوں کی تنخواہیں صوبہ پنجاب کے کلرکوں سے بہت کم ہیں

ایک بات اور مجھے عرض کرنی ضروری ہے اور وہ یہ کہ سمت ۸۵ء میں ریاست کی آمدنی دو کروڑ چونتیس لاکھ روپیہ اور سمت ۸۷ء میں دو کروڑ چوہتر لاکھ روپیہ کے قریب تھی گویا چالیس لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا ہے اس سے قبل ریاست کے خزانہ کا اس طرح خالی نہ ہونا جیسا کہ اب ہے۔ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ریاست کے اخراجات میں غیر معمولی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جو کہ چالیس لاکھ کا اضافہ بھی ہضم کر گیا ہے

قابل غور تجاویز

میں خادم ملک ہونے کے لحاظ سے حضور والا کی توجہ اس بے چینی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو اس کمی تنخواہ کے باعث ملازمین میں پیدا ہوگی اور ادب سے مندرجہ ذیل تجاویز برائے غور پیش کرتا ہوں

(۱) وزراء کی تنخواہ یک لخت ۱۲۰۰/- روپیہ کر دی جائے جو اس سے قبل تھی

(۲) کلرک کو کم از کم پینتیس روپے تنخواہ ملنی چاہئیے

(۳) یکصد روپیہ تک تنخواہ پانے والے کلرک کی تنخواہ میں کمی نہ کی جائے۔

(۴) دوسو پچاس روپیہ تنخواہ پانے والے کلرک کی تنخواہ میں ۵ فیصدی کاٹا جائے۔

(۵) چار سو روپیہ تنخواہ پانے والے ملازم کی تنخواہ سے دس فیصدی کاٹا جائے۔

(۶) چھ سو سے ۹ سو تک تنخواہ پانے والے ملازمین کی تنخواہ سے ۲۵ فیصدی

(۷) ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ تنخواہ پانے والے سے ۴۰ فیصدی

میری ان تجاویز سے جہاں بڑی بڑی تنخواہ پانے والے افسروں میں میری نسبت نفرت اور غصہ کے جذبات پیدا ہونگے وہاں دوسری طرف متوسط طبقہ حضور کے مال و جان کے لئے دعا کریگا۔

(میں ہوں حضور کا صادق ایک ریاستی باشندہ)

ناہدی شمشاد علی خان صاحب مرحوم کی تعزیت میں

انجمن اتحاد چھپرہ کا خاص جلسہ

حسب تجویز اجلاس خصوصی ممبران مجلس انتظامیہ منعقدہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۲ء ۲۹ جنوری بروز جمعہ چار بجے شام کو ٹاؤن ہال چھپرہ میں بصدارت عالی جناب ڈاکٹر سید محمود صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی۔ جلسہ تعزیت جناب شمشاد علی خان صاحب مرحوم۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ سابق کلکٹر سارن منعقد ہوا۔ بعد فاتحہ خوانی باتفاق رائے حاضرین جلسہ نے حسب ذیل تجاویز منظور کیں۔

قراردادیں

(۱) یہ جلسہ جناب شمشاد علی خان صاحب مرحوم۔ آئی۔ سی۔ ایس کی ناگہانی موت کو ایک ناقابل تلافی نقصان تصور کرتے ہوئے اس سانحہ پر اپنا دلی رنج و ملال کا اظہار کرتا ہے۔ اور مرحوم کے وابستگان کے لئے صبر و سکون کی دعا کرتے ہوئے منجانب انجمن بیگم صاحبہ شمشاد علی خان صاحب مرحوم کی خدمت میں تعزیت کا پیغام پہنچاتا ہے۔

(۲) یہ جلسہ جناب شمشاد علی خان صاحب مرحوم کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے۔ کہ ان کی یادگار قائم کرنے کی غرض سے دہیانواں میکڈانلڈ روڈ پر مویشیوں کے پانی پینے کے لئے حوض تیار کیا جائے۔

(۳) ان امور پر نظر رکھتے ہوئے۔ کہ گورنمنٹ بہار و اڑیسہ نے خدمات نادرہ جناب شمشاد علی خان صاحب مرحوم کا اپنے خاص گزٹ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۲ء میں) اعتراف کیا ہے اور یہ کہ مرحوم کی موت ناگہانی اور قبل از وقت واقع ہوئی۔ اور مرحوم اپنی ملازمت کی مدت قلیل کے سبب سے اپنے اہل و عیال کے لئے خاطر خواہ سامان نہ کر سکے۔ یہ جلسہ گورنمنٹ ہند سے اپیل کرتا ہے۔ کہ کلکٹر صاحب موصوف کے بچوں کی معقول تعلیم و تربیت اور ان کے متعلقین کی ضروریات کے لئے مرحوم کی حیثیت اور وجاہت کے موافق انتظام کیا جائے۔

(۴) نقل تجویز ۱ بخدمت بیگم شمشاد علی خان صاحب مرحوم بتوسل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نقل تجویز ۳ بحضور ایکسیلنسی گورنر بہار و نقل کارروائی جلسہ بدفتر اخبار انڈین نیشن پٹنہ پٹنہ ٹائمس پٹنہ الفضل قادیان و ناور چھپرہ روانہ کیا جائے۔

سید اظہار حسین صاحب کی تقریر

دوسری قرارداد پیش کرتے ہوئے جناب سید اظہار حسین صاحب عرش نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ جناب شمشاد علی خان صاحب مرحوم نے اپنے زمانہ حکومت میں جس حسن و خوبی کے ساتھ اس ضلع میں اپنے فرائض منصبی کو انجام دیا جیسے خوشگوار تعلقات پبلک کے ساتھ قائم رکھے اور جس بیدار مغزی اور خوش اسلوبی سے اس پر آشوب زمانہ میں امن عامہ کو برقرار رکھ کر فتنہ وارانہ فتنہ انگیزیوں کو دفع کرتے رہے۔ وہ ہر شخص کے صفحۂ دل پر یادگار رہیگا۔ مرحوم میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی۔ کہ بلا لحاظ مذہب و ملت اور بلا امتیاز کسی قوم ہر کس و ناکس کے ساتھ یکساں برتاؤ فرماتے تھے۔ اور ہر کہ و مہ کے سچے بہی خواہ و ہمدرد تھے۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب جیسے متعصب کانگرسی لیڈر نے جبکہ وہ منجانب کانگرس اس ضلع کے دورہ کے لئے تشریف لائے۔ اس امر کا اعتراف فرمایا کہ "ہم نے ایسا ہر دلعزیز کلکٹر آج تک نہیں دیکھا جس سے کانگرسی بھی خوش ہیں اور غیر کانگرسی بھی۔ ہندو بھی مسلمان بھی" سچ یہ ہے۔ کہ محض مرحوم کے اخلاق و برتاؤ اور عدل و انصاف کے باعث ہر طبقہ اور ہر مذاہب و ملت کے لوگ ان کے مداح تھے۔ اعتراف خدمت و احسان شناسی کا مادہ فطرتاً ہر انسان میں موجود ہے۔ اور شریف انسان موقعہ اور محل پر اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ پس اب جبکہ مسٹر ایس۔ اے خان مرحوم ہم لوگوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ تو ہم کو چاہئے۔ کہ مرحوم کی کوئی کار آمد یادگار اپنے شہر میں قائم کر کے اپنی محبت اور الفت کا عملی صورت میں ثبوت دیں۔

آپ حضرات نے غور فرمایا ہو گا۔ کہ بجز اس شہر چھپرہ کے ہر شہر میں علی قدر مراتب حیوانوں کے پانی پینے کے لئے سر راہ حوض بنے ہوتے ہیں۔ پس کیا بہتر ہو۔ جیسا کہ حال ہی میں مہاراجہ بہادر ہتھوا نے بہ یادگار ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند ٹینہ جنکشن اسٹیشن پر گھوڑوں کے پانی پینے کے لئے حوض تعمیر کرایا ہے ہم لوگ بھی بطور یادگار جناب شمشاد علی خان صاحب مرحوم دہیانواں میکڈانلڈ روڈ پر مویشیوں کے پانی پینے کیلئے ایک حوض تعمیر کر کے اپنے شہر کی اس کمی کو پورا کریں تاکہ موسم گرما میں بے زبان جانور پیاسے اس حوض سے سیراب ہو کر مرحوم کے چشمۂ فیض سے مستفیض ہوں۔ اور وہ حوض بجائے خود ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہر خاص و عام کو مرحوم کے نوشیروانی عدل و انصاف کی یاد دلاتا رہے۔

مولوی علی صاحب کی تقریر

تیسری قرارداد پیش کرتے ہوئے مولوی صاحب موصوف نے حسب ذیل تقریر کی۔

جناب شمشاد علی خان صاحب مرحوم جن کی تعزیت کے لئے ہم اکٹھے ہیں۔ اپنی شفقت اور ہر دلعزیزی اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت ہمارے شہر میں نہ محض حاکم کی حیثیت سے بلکہ ہمارے دلوں پر حکومت حاصل کر کے باوجود پنجابی ہونے کے اس شہر کے فرد کہلانے کے مستحق تھے۔ آہ شمشاد علی ہم سب تجھ کو یوں رو رہے ہیں۔ جیسے اپنے شفیق مربی و سرپرست کو۔ مجھ کو اس ٹاؤن ہال کا وہ جلسہ یاد ہے اور بخوبی یاد ہے جبکہ تیرا مسکراتا ہوا چہرہ ہماری حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ آہ آج تیری وہ شفقت بھری نگاہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے چھن گئیں۔ آہ اس وقت ہم کو وہ واقعہ یاد آ گیا۔ کہ مولانا مظہر الحق صاحب جیسا اصول کا پکا بزرگ گورنر کے دربار میں اسی ٹاؤن ہال میں شریک ہوا۔ اور جب مرحوم سے سوال کیا گیا۔ کہ گورنر کا دربار اور آپ تو مرحوم نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ شمشاد کے طلب کرنے کو میں رد نہ کر سکا۔ درحقیقت دربار سے سروکار نہیں۔ بلکہ شمشاد نے بلایا چلا آیا۔

شمشاد علی خان صاحب مرحوم سے جو کوئی بھی ملتا۔ وہ اس سے کشادہ پیشانی سے ملتے شفقت آمیز گفتگو کرتے۔ اس کی امداد فرماتے۔ مجھ کو ذاتی علم ہے۔ کہ بعض کلرکوں نے ان پر اپنی تنگ دستی ظاہر کی۔ تو انہوں نے بطور قرض حسنہ ان کی مالی امداد فرمائی۔ آج ان کی موت سے ہر کس و ناکس کیوں غمگین ہے۔ ان کی یاد ہر خاص و عام کے دلوں میں کیوں گردش کر رہی ہے کلکٹر ہونا اس کی وجہ نہیں۔ اب شمشاد علی خان کہاں موجود ہیں۔ کہ کوئی ان کو دکھانے کے لئے خوشامد سے ان کی تعریف کرے۔ اس کا اصلی سبب مرحوم کی اعلیٰ انسانیت شرافت نفس۔ انصاف پسندی۔ ہمدردی خلق اور انکسار ہے۔ ہم کو ان کی زندگی سے سبق لینا چاہیئے۔ کہ ہندو مسلمان عیسائی ہر فرقہ اور مذہب کے لوگ ہم سے خوش رہیں۔ تاکہ خدا ہم سے خوش ہو۔ ایسی زندگی اور ایسی موت قابل رشک ہے۔ کہ جب تک دنیا میں رہے دنیا والے ترقی کی دعا دیں۔ اور جب دنیا سے گئے۔ تو اللہ کے بندے درد دل سے بخشش کی دعائیں مانگیں۔ ہم کو فخر ہے۔ کہ شمشاد علی خان مرحوم چھپرہ میں آئے۔ اور ہم کو خوشی ہے۔ کہ وہ چھپرہ کے ہو گئے۔ اور چھپرہ ان کا ہو گیا۔ یہ محبت اور کشش ہی تھی کہ جب لاش قادیان آ گئی۔ تو چھپرہ سے ہوتی ہوئی۔ کاش گاڑی پہنچنے سے کچھ دیر پہلے خبر ہوتی۔ تو ہم سب اس مسافر عدم کو آخری رخصتی سلام کر لیتے۔ اور پکار کر کہتے۔ کہ جب ۱۳ دسمبر کو مرنے سے اٹھارہ روز قبل تو نے اپنے ہر پوچھنے والوں کو چھپرے میں سلام کہلا بھیجا تھا۔ تو پھر آج چھپرے والوں سے اپنے سلام کا جواب کیوں نہیں لیتا۔ ڈاکٹر محمود جن کا تذکرہ تو نے بڑے اشتیاق سے کیا تھا۔ اب ان سے کیوں نظر پھیرے کفن میں منہ چھپائے چلا جا رہا ہے۔ آنکھیں کھول کر دیکھ۔ کہ ہم سب تیرے غم میں خون کے آنسو بہا رہے ہیں۔ ہمارے بوڑھے تیرے لئے سوگوار اور ہمارے بچے تیرے ماتم دار ہیں ہمارے شہر کا ذرہ ذرہ تیری جواں مرگی پر رو رہا ہے۔ آہ مرنے والے تو نے وہ داغ دیا۔ جس کا مرہم مشکل ہے کل کی بات ہے۔ کہ تیرا تبادلہ تیری سواری کا ہی چھپرے سے روانہ ہوئی تھی بجبت کے متوالے تیرے پس و پیش اور تیری الفت کے گرفتار تیرے رخصت کرنے کے لئے اسٹیشن پر موجود تھے۔ تیرا ہنستا ہوا چہرہ ہمارے دلوں میں محبت کی کرنیں پیوست کر رہا تھا۔ آہ وہی تو تھا۔ کہ صندوق میں بند اپنے گرفتاران اخلاص و محبت سے مستغنی یوں خاموش گزر گیا۔ کہ کسی کو صورت تک نہ دکھائی۔

آہ شمشاد علی مرحوم تیرے وہ بچے جن کو زمانہ کی گرم ہوا نہیں لگی۔ جن کے ننھے ننھے دل اب تک غم سے ناآشنا تھے جن کے مچل جانے پر تیرا دل بے چین ہو جاتا تھا جن کی تعلیم کے لئے تو نے اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام کیا تھا۔ تیرے مرجانے سے یتیم ہو گئے۔ تو غیر کے بچوں کا سہارا تھا آج تیرے بچے بے سہارا ہو گئے۔ مانا کہ ان کی خبرگیری کی جائیگی ان کی پرورش ہوگی مگر آہ داغ یتیمی وہ داغ نہیں جو دور ہو سکے۔ پروردگار عالم ان پر رحم کرے ان کو صبر عطا فرمائے اور غیب سے ان کی پرورش و تربیت کا معقول سامان کر دے ؎

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین آباد

اب جبکہ گورنمنٹ بہار نے بذریعہ غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۲ء مرحوم کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف پرزور الفاظ میں شائع کیا ہے اور مرحوم کی ناگہانی موت پر دلی صدمہ کے اظہار سے ہز ایکسیلنسی گورنر بہار نے اپنی اعلیٰ ہمدردی کا اعلان فرمایا ہے ہم لوگوں کو امید ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا بھی اپنے لطف خسروانہ سے مرحوم کے بچوں کی معقول تعلیم و تربیت اور ان کے متعلقین کی بسر اوقات کا مناسب حال انتظام فرمائیگی۔ ہم کو اپنی سچی ہمدردی کا ثبوت یوں دینا چاہئیے کہ ہم بذریعہ لوکل گورنمنٹ ۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں اس ضروری امر کے لئے اپیل کریں جو تجویز کی صورت میں آپ حضرات کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

مولوی سید اجتبیٰ حسین صاحب کی تقریر

مولوی صاحب نے تیسری قرارداد کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔

یہ تجویز جو ہمارے بزرگ رئیس شہر مولوی علی صاحب میونسپل کمشنر کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ محتاج تائید نہیں ظاہر ہے کہ انسان اپنی اولاد کے لئے کیا نہیں کرتا۔ اس مجمع میں جو صاحب اولاد احباب موجود ہیں۔ اپنے اپنے دلوں پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں کہ ان کے تڑپتے ہوئے دل کیا صدا دے رہے ہیں۔ کس کو یہ تمنا نہیں ہے کہ ہمارا بچہ ہم سے زیادہ جئے ہم سے زیادہ علم حاصل کرے ہم سے بڑھ چڑھ کر دینی و دنیوی فروغ پائے۔ مرحوم شمشاد علی خاں کی ترقی علم اور اولوالعزمی اظہر من الشمس ہے ان کو اپنے بچوں کی تربیت اور تعلیم کے کیا کیا حوصلے نہ ہونگے۔ اپنے بچوں کا ذکر چھوڑئے غیر کے بچوں کی تعلیم میں اس کریم النفس سچے مسلمان کو جیسی گہری دلچسپی تھی محتاج بیان نہیں۔ مجھے علم ہے کہ مرحوم نے اکثر اپنے معتمدین سے فرمایا کہ اگر کوئی یتیم صاحب ضرورت طالب علم ہو یا کوئی مستحق بیوہ آپ کے علم میں ہو۔ تو مجھے اس سے مطلع کریں تاکہ میں اس کی امداد پوشیدہ طور سے کر دیا کروں۔ آہ اے کریم النفس حاکم آج خود تیرے اہل و عیال پر یتیم اور بیوہ کے الفاظ صادق آتے ہیں۔ میرا دل طوفان خیز جذبات سے لبریز ہے میں زیادہ نہیں بول سکتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں یا آپ حضرات اب مرحوم سے کیا ہمدردی کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ہم لوگ گورنمنٹ کی خدمت میں وہ اپیل پیش کریں جو ابھی آپ لوگوں کے سامنے تجویز کی صورت میں پیش ہوئی ہے

خاکسار:۔ ایم۔ اے عباس جنرل سکرٹری انجمن اتحاد جہیرہ

خدمت دین کیلئے نادر موقع

ہر ضلع میں ایک ایک انسپکٹر وصایا کی ضرورت ہے۔ جو اپنے ضلع میں وصایا کی تکمیل اور وصولی حصہ جائداد وغیرہ میں تقاضات ہذا کی امداد کرے۔ امید ہے۔ کہ دوست اعلان ہذا پڑھ کر فوراً اپنے نام پیش فرمائیں گے۔ اس وقت مندرجہ ذیل انسپکٹر وصایا مقرر ہو چکے ہیں۔ (۱) ضلع گورداسپور کے لئے سردار کرم داد خان صاحب پنشنر رتن گڑھ (۲) ضلع سیالکوٹ کے لئے چوہدری محمد حسین صاحب پنشنر تلونڈی عنایت خاں سیالکوٹ (۳) ضلع گجرات کے لئے چوہدری فضل احمد صاحب اے ڈی آئی گجرات (سکرٹری مقبرہ بہشتی)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ٹائم ٹیبل میں تبدیلیوں کی اطلاع

الف ۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے میں یکم مارچ ۱۹۳۲ء اور اس کے بعد جدید ٹائم ٹیبل پر عمل درآمد ہوگا ۔ اہم تبدیلیاں حسب ذیل ہیں :-

(۱) نمبر ۳۳ ۔ اپ اور ۳۴ ڈاؤن پسنجر گاڑیاں پشاور چھاؤنی تک آیا جایا کریں گی ؛

(۲) نمبر ۶ ، ڈاؤن ڈیرہ دون پسنجر کی رفتار تیز کر دی جائے گی یہ گاڑی لاہور سے ۳ بجے بعد دوپہر روانہ ہو کر صبح ۶ بجکر ۴۰ منٹ پر ڈیرہ دون پہنچ جایا کرے گی ؛

(۳) نمبر ۹۱ اپ اور ۹۲ ڈاؤن پسنجر گاڑیاں جو اب یا دادان کے راستہ سے کراچی اور لاہور کے درمیان چلتی ہیں ۔ آئندہ براستہ واہ جایا کریں گی ؛

(۴) چنیوٹ اور چینی کھیپی کے درمیان پل مارچ ۱۹۳۲ء میں مکمل ہو جائے گا جب یہ پل آمد و رفت کے لئے کھل جائے گا ۔ تو لائلپور اور خوشاب کے درمیان گاڑیاں چلیں گی جب تک یہ پل نہیں کھلتا ۔ گاڑیاں لائلپور اور چنیوٹ اور چینی کھیپی و خوشاب کے درمیان چلیں گی پل کھل جانے کی تاریخ سے چینی کھیپی کا سٹیشن بند کر دیا جائیگا ۔ اوقات کے لئے نئے ٹائم ٹیبل کا صفحہ ۱۶ دیکھیں ؛

(۵) نمبر ۱۲/ ۱۳ اپ شملہ میل ۱۹ مارچ ۱۹۳۲ء سے لاہور سے کالکا تک جایا کرے گی ۔ اور واپسی کی ٹرین نمبر ۱۲/ ۱۱ اپنا مارچ سے کالکا سے لاہور تک آیا کرے گی ؛

(۶) نمبر ۱۴۳ ۔ اپ اور ۱۴۴ ڈاؤن اور ۸۳ اپ و ۸۴ ڈاؤن ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء سے انبالہ چھاؤنی اور کالکا کے درمیان چلا کریں گی ؛

(ب) مندرجہ ذیل تھرڈ سروس کے ڈبوں کا اضافہ کیا جائیگا :-

(۱) ایک بوگی تھرڈ کلاس پشاور چھاؤنی اور ہر دوار کے درمیان ۱ ، اپ اور ۲ ، ڈاؤن پسنجر گاڑیوں میں لگا کرے گی ۔

(۲) ایک بوگی فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کی ۔ اور ایک بوگی انٹر اور تھرڈ کلاس کی کراچی شہر سے جیکب آباد تک ۳ ، ۴ ۔ اپ ۔ اور ۱۹۱ اپ میں ۔ اور واپسی پر جیکب آباد سے کراچی شہر تک ۱۹۲ ڈاؤن ۴ ڈاؤن میں لگا کریگی

(۳) ایک بوگی فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کی اور ایک بوگی انٹر اور تھرڈ کی لاہور سے پٹھان کوٹ تک کے لئے ۸۲ ڈاؤن / ۳۰ ڈاؤن اور ۳۴ ڈاؤن / ۲ ۳۲ ڈاؤن میں اور واپسی کے سفر میں ۳۱۹ اپ / ۳۳ ۔ اپ اور ۲۱ ۳ ۔ اپ / ۶۷ اپ میں لگا کریں گی ؛

(نوٹ) ایک بوگی فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کی اور ایک بوگی انٹر اور تھرڈ کی ۔ جو اب لاہور اور پٹھان کوٹ کے درمیان ۳۱۷ اپ ۳ ۳ اپ اور ۳۲۰ ڈاؤن میں لگائی جاتی ہے ۔ بند ہو جائیگی ؛

(۴) بوگی فرسٹ اور سیکنڈ کی جو اب لاہور سے کالکا تک ۴ ڈاؤن اور ۱ ۔ اپ اور کالکا سے لاہور تک ۲ ڈاؤن ۳ ۔ اپ میں لگائی جاتی ہیں علی الترتیب ۱۹ اور ۲۰ مارچ سے منسوخ ہو جائیں گی ۔ ان تاریخوں سے شملہ میل چلنے لگے گی ؛

ج ۔ مسافروں کے بکنگ میں پابندیاں

(۱) ۷ ۔ اپ اور ۸ ڈاؤن میں کراچی شہر اور سماسٹہ کے درمیان تیسرے درجے کے مسافروں کے لئے ۱۵۰ میل کی پابندی واود لوپتہ تک گئے جانے والے مسافروں پر بھی عائد ہوگی ؛

(۲) لالہ موسیٰ اور پشاور چھاؤنی کے درمیان ۵۷ اپ اور ۵۸ / ڈاؤن ایکسپرس گاڑیوں میں کیریج ٹرک اور گھوڑوں کے باکس کے بکنگ کے متعلق موجودہ پابندی واپس لے لی جائیگی ؛

د ۔ ڈائننگ کار سروس

(۱) ڈائننگ کار جو اب ۹ اپ کوئٹہ میل میں لگائی جاتی ہے منسوخ ہو جائے گی ۔ اور ۱۰ ڈاؤن کوئٹہ میل میں صرف کراچی شہر اور کوٹری کے درمیان تک لگا کریگی ؛

(۲) ڈائننگ کار جو اب ۴ ڈاؤن فرنٹیر میل میں پشاور اور امرتسر کے درمیان چلتی ہے ۔ صرف پشاور چھاؤنی اور لاہور کے درمیان چلے گی ؛

(۳) ڈائننگ کار جو اب ۸ ڈاؤن کراچی میل میں لاہور ۔ اور کراچی شہر کے درمیان چلتی ہے ۔ ۱۶ اپریل ۱۹۳۲ء سے بند ہو جائے گی ۔ اور ۷ ۔ اپ ۔ کراچی میل میں صرف کراچی شہر اور کوٹری کے درمیان چلے گی ؛

متذکرۃ الصدر اور دیگر تبدیلیوں کے متعلق اگر مزید تفصیلات معلوم کرنی ہوں ۔ تو جدید ٹائم ٹیبل میں ملاحظہ کریں ۔ جو تمام بڑے بڑے سٹیشنوں اور ریلوے بک سٹالوں پر ۱۷ فروری ۱۹۳۲ء سے فروخت کے لئے موجود ہوگا ؛

گاڑیوں کی آمد و رفت کے ٹائم ٹیبل کا خلاصہ بھی جس میں صرف بڑے بڑے سٹیشن دیئے گئے ہیں ۔ اور جس پر یکم مارچ ۱۹۳۲ء سے عمل درآمد شروع ہوگا ۔ تقریباً یکم مارچ ۱۹۳۲ء سے فروخت کے لئے موجود ہوگا قیمت ایک آنہ (۱/) ؛

س ۔ ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء اور یکم مارچ ۱۹۳۲ء کی درمیانی شب کو نئی پسنجر سروس کی کیفیت

دہلی اور لاہور کے درمیان (براستہ سہارنپور)

نمبر ۷ ، ۸ ڈاؤن مسافر گاڑی براڑا سے ۱۱ بجکر ۳۰ منٹ (رات) پر ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو روانہ ہوگی ۔ اور اپنے موجودہ اوقات کے ماتحت سفر کرے گی ۔ براڑا اور سہارنپور کے درمیان نمبر ۸۴ ، ۸ ڈاؤن ٹرین یکم مارچ ۱۹۳۲ء کو سفر نہیں کرے گی ۔

دہلی اور لاہور کے درمیان (براستہ بھٹنڈا)

نمبر ۸۸ ڈاؤن مسافر گاڑی گھوڑا سے ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو ۱۱ بجکر ۵۴ منٹ (رات) پر روانہ ہوگی ۔ اور موجودہ ٹائم ٹیبل کے ماتحت سفر کریگی ۔ گھوڑا اور دہلی کے درمیان یکم مارچ ۱۹۳۲ء کو نمبر ۸۸ ڈاؤن مسافر گاڑی سفر نہیں کریگی

لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان

نمبر ۴۳ ۔ اپ مسافر گاڑی چک بیرانہ سے ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو ۱۱ بجکر (۵۵ منٹ رات) پر روانہ ہوگی ۔ اور موجودہ اوقات کے ماتحت سفر کر کے راولپنڈی پر ختم ہو جائیگی ۔ دوسری نمبر ۳۳ ۔ اپ مسافر گاڑی لاہور سے تیار ہو کر ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو ۱۱ بجے رات روانہ ہوگی ۔ اور جدید ٹائم ٹیبل کے مطابق پشاور چھاؤنی تک سفر کرے گی ؛

جو مسافر گاڑیاں ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو لالہ موسیٰ میں ۹ بجکر ۵۵ منٹ (رات) پر ۶۷ ۔ اپ کو جنگ ایکسپریس میں پہنچیں گی ۔ انہیں ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو نمبر ۳۳ ۔ اپ ٹرین میں راولپنڈی بھیجا جائے گا ۔ جو لالہ موسیٰ سے ۱۱ بجکر ۲۴ منٹ پر روانہ ہوتی ہے ۔

۶۷ اپ کو جنگ ایکسپریس کے یکم مارچ ۱۹۳۲ء کو نئے اوقات کے مطابق وینا اور راولپنڈی کے درمیان کوئی سروس نہ ہوگی لیکن اس کے بجائے ۳۴ اپ پسنجر کے موجودہ اوقات میں سروس ہوگی ؛

کوٹری ۔ روہڑی کے درمیان براستہ دادو

نمبر ۱۹۱ اپ پسنجر جو ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو کوٹری سے رات کو دس بجکر ۱۸ منٹ پر چلتی تھی ۔ گیارہ بجکر ۵۸ منٹ پر چلے گی ۔ اور اس کے بعد اپنے جدید اوقات کے مطابق جائے گی ۔ اور ٹیارو ، انار پور ۔ کنومن ۔ بگا ٹورا اور خدا آباد میں نہ ٹھہرے گی ۔

روہڑی رک اور کوئٹہ کے درمیان

نمبر ۱۰۱ ۔ اپ پسنجر ٹرین جو ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو سکھر سے رات کو گیارہ بجکر ۴۴ منٹ پر چلے گی ۔ اس کے بعد اپنے جدید اوقات کے مطابق جایا کرے گی ۔ اور جمرا ۔ سلطان کوٹ اور آباد میں نہ ٹھہرے گی ؛

خانیوال اور وزیر آباد کے درمیان

نمبر ۲۴۵ ۔ اپ پسنجر جو ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو جلکے جتہ سے رات کو گیارہ بجکر ۲۰ منٹ پر چلے گی ۔ اس کے بعد اپنے موجودہ اوقات کے مطابق چلا کرے گی ۔ یکم مارچ ۱۹۳۲ء کو ۲۴۵ ۔ اپ کی نئے ٹائم ٹیبل کے مطابق جلکے جتہ اور وزیر آباد کے درمیان کوئی سروس نہ ہوگی ۔

جموں (توی) سیالکوٹ وزیر آباد کے درمیان

نمبر ۲۹۶ ۔ ڈاؤن پسنجر جو ۲۹ فروری ۱۹۳۲ء کو سیالکوٹ سے رات کو دس بج کر تیس منٹ پر چلے گی ۔ اس کے بعد اپنے موجودہ اوقات کے مطابق چلا کرے گی ؛

۲۹۶ ڈاؤن کی یکم مارچ ۱۹۳۲ء کو سیالکوٹ اور وزیر آباد کے درمیان جدید اوقات کے مطابق کوئی سروس نہ ہوگی ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس
لاہور مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۳۲ء

چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سردار سردول سنگھ کویشر صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی کو آرڈی نینس کے ماتحت حکم دیا گیا تھا۔ کہ لاہور میونسپل حدود سے باہر نہ جائیں لیکن وہ ۱۴ فروری کو پشاور جانے کے لئے گاڑی میں سوار ہوئے۔ اس لئے پولیس نے شاہدرہ ریلوے سٹیشن پر انہیں گرفتار کر لیا۔ آپ نے اپنے بعد مولانا ابوالکلام آزاد کو صدر مقرر کیا ہے۔

سنٹرل انڈیا میں بنیا ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ ۱۲ فروری کو اس کے سرکاری میگزین میں بارود پیسا جا رہا تھا۔ کہ یک لخت آگ لگ گئی۔ اور میگزین اڑ گیا۔ پانچ شخص ہلاک اور چار سخت مجروح ہوئے۔

جموں سے ۱۴ فروری کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ علاقہ راجوری کے ایک گاؤں میں ڈوگرہ پولیس نے مسلمانوں پر خواہ مخواہ گولی چلا دی۔ جس سے پانچ مسلمان جاں بحق ہو گئے

۱۴ فروری کو مولانا شوکت علی نے دہلی میں ایک تقریر کی۔ اور تحریک کشمیر پر رائے زنی کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے کشمیر میں مکمل جمہوریت کے قیام کا جو مطالبہ کیا جا رہا ہے وہ نامناسب ہے۔

۱۲ فروری کو پنجاب کے سکھ لیڈروں کا ایک وفد گورنر پنجاب سے ملا۔ اور درخواست کی۔ کہ کشمیر میں سکھوں پر جو مظالم ہوئے ہیں۔ ان کا انسداد کیا جائے۔

ہندو اخبارات یہ افواہیں پھیلا رہے ہیں۔ کہ عنقریب کشمیر کی رعیت و راعی کے درمیان صلح ہونے والی ہے۔ نواب صاحب بھوپال مصالحت کی کوشش میں ہیں۔ نیز مارچ کے پہلے ہفتہ میں مہاراجہ بہادر اپنے فرزند کی سالگرہ کی تقریب پر پھر ایک عام معافی کا اعلان کرنیوالے ہیں۔

گذشتہ پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ ممبران اسمبلی کی تقریریں آرڈی نینس کی موجودگی میں اخبارات میں شائع ہونے کے متعلق ہوم ممبر نے جو جواب دیا تھا۔ اور ۱۳ فروری کے اجلاس میں جس پر بحث ہوئی تھی۔ صاحب صدر نے لا ممبر سے اس کے متعلق استصواب کیا تھا۔ جس نے یہ رائے دی ہے کہ آرڈی نینس کی وجہ سے عام قانون میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس لئے تقریریں اخبارات میں شائع ہو سکتی ہیں۔

پنجاب کے بعض اخبارات کا داخلہ صوبہ سرحد

میں بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب چونکہ حالات روبہ اصلاح ہیں اس لئے یہ پابندیاں دور کر دی گئی ہیں۔

جموں کے قریب ایک گاؤں کھٹو میں ہندو راجپوتوں نے مسلمانوں پر بحالت نماز حملہ کر دیا۔ اور اذان دینے کی صورت میں قتل کر دینے کی دھمکی دی۔ مسجد کو قفل لگا کر اس کی دربندی کر دی ہے۔ اور مسلمانوں کو اس طرف آنے نہیں دیتے۔

چیف کمشنر دہلی نے صوبہ کے بعض دیہات میں ابتدائی لازمی تعلیم کے ایکٹ کے نفاذ کا اعلان کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ اگر ۶ اور ۱۱ سال کی درمیانی عمر کے بچوں کو کسی منظور شدہ پرائمری سکول میں نہ بھیجا گیا۔ تو والدین یا سرپرست اس ایکٹ کے ماتحت ملزم سمجھے جائیں گے۔ تعلیم مفت ہوگی۔

مسٹر آصف علی بیرسٹر دہلی کی ہندو بیوی پر کانگرس کی ممبر ہونے کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ اس نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ میں کانگرس کو خلاف قانون نہیں سمجھتی میری نظر میں گورنمنٹ خلاف قانون ہے۔ عدالت نے اسے ۶ ماہ قید اور دوسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

بلدیہ پونا نے گاندھی جی کو ان کی ۶۳ ویں سالگرہ پر مبارکباد دینے کا ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ کلکٹر کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے۔ کہ اس قرارداد کو منسوخ کر دیا جائے۔

کلکتہ سے ۱۲ فروری کی اطلاع مظہر ہے کہ بسنت کے روز اکسول کے مندر میں اس قدر ہجوم تھا کہ بھیڑ میں بیسیوں لوگ ہلاک ہو گئے۔

معلوم ہوا ہے کہ کراچی اور بمبئی کے درمیان ہوائی ڈاک کا سلسلہ آئندہ جون سے پیشتر شروع ہو جائیگا۔

معلوم ہوا ہے ریاست جموں و کشمیر میں فسادات کی تحقیقات کے لئے جو مڈلٹن کمیشن مقرر ہوا تھا۔ اس نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ اور عنقریب اس کی رپورٹ شائع کر دی جائیگی۔

پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا ہے کہ حکومت اس وقت تک ہندوستانی اشیاء کی فروخت کو ترقی دینے کے ذرائع میں مداخلت نہیں کرنا چاہتی۔ جب تک کہ ان سے دیگر لوگوں کے حقوق میں مداخلت نہیں ہوتی۔

مدراس گورنمنٹ نے کانگرسی لیڈروں اور کارکنوں کی تصویریں شائع کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

انڈیا آفس لندن نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ وائسرائے کی کونسل میں ایک چوتھے ہندوستانی ممبر کا اضافہ کیا جائیگا۔ جو پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کا انچارج ہوگا۔

برما کونسل میں بجٹ پیش کرتے ہوئے ممبر مال نے کہا۔ کہ بغاوت کے سلسلہ میں صوبہ برما کو ۲۵ لاکھ روپیہ خرچ کرنا پڑا ہے۔ پولیس اور فوج کے اخراجات اس سے علاوہ ہیں۔ جو مرکزی حکومت نے ادا کئے۔

ٹریڈ کمشنر لندن نے اپنی سالانہ رپورٹ میں ہندوستان کے ساتھ تجارت کے متعلق سخت تشویش کا اظہار کیا اور سوداگروں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ قیمتوں میں زیادہ سے زیادہ تخفیف کر کے اس کساد بازاری کا مقابلہ کریں۔

معزز معاصر "انقلاب" ۱۷ فروری لکھتا ہے کہ دو پنجابی نوجوان میاں عبداللہ خاں اور امیر احمد کو پراچین کہانی کے مصنف کے قتل کے الزام میں ۱۲ فروری کو پھانسی دیا جانا تھا۔ لیکن یہ سزا ملتوی کر دی گئی ہے۔ اور حکومت بنگال کی طرف سے حکومت ہند کو تار دیا گیا ہے کہ پھانسی کی سزا حبس دوام سے تبدیل کر دی جائے۔

۶ فروری کو جس لڑکی نے گورنر بنگال پر یونیورسٹی ہال میں فائر کئے تھے۔ ۱۵ فروری کو اس نے سپیشل ٹریبونل کے سامنے ایک تحریری بیان دیا۔ جس میں لکھا۔ کہ میں نے ملک کی محبت سے مجبور ہو کر گورنر پر گولیاں چلائیں۔ میں نے خیال کیا۔ کہ اپنی تکالیف کا خاتمہ کرنے کے لئے موت کا بہترین طریق ملک کے لئے جان دینا ہے۔ عدالت نے اسے نو سال قید بامشقت کی سزا کا حکم سنایا۔ اور بی کلاس کی سفارش کی۔

شنگھائی سے ۱۳ فروری کی اطلاع ہے کہ جاپانی ہوائی جہازوں نے یک لخت چپائی پر بمباری شروع کر دی جس سے بین الاقوامی نوآبادی کی بنیادیں ہل گئیں۔ برطانوی اور غیر ملکی حکام کی طرف سے تمام مصالحانہ مساعی ناکام رہی ہیں۔

۱۵ فروری کو حضور نظام دہلی میں تشریف لائے۔ آپکا سٹاف وغیرہ دو سپیشل ٹرینوں میں دہلی پہنچا۔ اور ۱۶ کو آپ نے وائسرائے سے ملاقات کی۔ اور ۱۷ کو وائسرائے ہند آپ کے قصر میں گئے

صوبہ بمبئی میں بعض مقامات پر پولیس نے غیر ملکی کپڑے کے ان تاجروں کو جنہوں نے کانگرس کے حکم کی تعمیل میں غیر ملکی مال پر مہریں لگوا رکھی ہیں۔ حکم دیا ہے کہ انہیں توڑ دیں۔ ورنہ خلاف قانون جماعت کی امداد کے الزام میں انہیں گرفتار کر لیا جائیگا۔

پشاور کی اطلاع مظہر ہے کہ ۱۵ فروری سے ڈاک پر سے

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔